بفیضانِ نظر

اعلیٰ حضرت شیر ربانی
میاں شیر محمد شرقپوری
نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

ثانی لاثانی حضرت
میاں غلام اللہ شرقپوری
نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

فخر المشائخ حضرت
میاں جمیل احمد شرقپوری
نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

فخر شیر ربانی حضرت
میاں خلیل احمد شرقپوری
نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صاحبزادہ
میاں ولید احمد جواد شرقپوری
نقشبندی مجددی زید مجدہ

حضرت صاحبزادہ
میاں محمد صالح شرقپوری
نقشبندی مجددی زید مجدہ



وقارُ الوظائف

بارہ منتخب درود شریف

مع فضائلِ درود اور مقامِ ادب و محبتِ رسول ﷺ

تالیف: شیخ ابو محمد وقار احمد نقشبندی مجددی

وقارُ الوظائف

بارہ منتخب درود شریف

مع فضائلِ درود اور مقامِ ادب و محبتِ رسول ﷺ

نامِ کتاب	وقارُ الوظائف — بارہ منتخب درود شریف مع فضائلِ درود اور مقامِ ادب و محبتِ رسول ﷺ
تالیف	شیخ ابو محمد وقار احمد نقشبندی مجددی
ناشر	فخر المشائخ قرآن اکیڈمی، لاہور
طابع	عاطف اکبر پرنٹرز
اشاعتِ اوّل	اکتوبر ۲۰۲۶ء — تعداد: ۲۰۰۰
ہدیہ	برائے ایصالِ ثواب — مفت تقسیم
پتہ	فخر المشائخ قرآن اکیڈمی، نشیمنِ اقبال ہاؤسنگ سوسائٹی، فیز ۱، لاہور
ویب سائٹ	fakhrulmashaikhquranacademy.org
ای میل	info@fakhrulmashaikhquranacademy.org

جملہ حقوق بحقِ فخر المشائخ قرآن اکیڈمی محفوظ ہیں

ادارہ کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی بھی صورت میں شائع یا نقل نہیں کیا جا سکتا۔

اس کتاب کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں۔

مکمل کتاب (PDF) کے لیے اسکین کریں

fakhrulmashaikhquranacademy.org/q/wazaif

اس کتاب میں کسی غلطی کی نشاندہی پر ادارہ آپ کا ممنون ہو گا۔

وقارُ الوظائف



بارہ منتخب درود شریف

مع فضائلِ درود اور مقامِ ادب و محبتِ رسول ﷺ

تألیف:

شیخ ابو محمد وقار احمد نقشبندی مجددی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمدِ باری تعالیٰ ۵

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ۶

بفیضانِ نظر ۷

حرفِ آغاز ۸

مقدمۂ کتاب ۱۵

حصہ اوّل ۲۰

نورِ محمدی ﷺ ۲۱

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت ۲۲

عشقِ رسول ﷺ ۲۵

محبت کا پہلا قرینہ — ادب ۲۹

عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی ۳۲

نسبتِ نبوی ﷺ ۳۶

ایک مشاہدہ ۳۷

رحمتِ عالم ﷺ کی محبتِ اُمت ۳۹

اُمتِ محمدیہ ﷺ کے حق میں ایک جامع دعا ۴۳

مشاہدۂ فقیر ۴۶

مدح کیا ہے؟ ۴۹

کلامِ مدح کے آداب ۵۰

مقامِ مدحِ رسول ﷺ — ایک مشاہدہ ۵۱

صحابۂ کرام، اولیاء وصوفیائے کرام کا نعتیہ ذوق ۵۶

حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ اشعار ۵۶

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق ۵۸
حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق ۵۹
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق ۶۲
سلامِ رضا ۶۴
شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق ۶۵
حصہ دوم ۶۹
فضیلتِ درودِ شریف اور اس کا مقام ۷۰
احادیثِ مبارکہ میں فضیلتِ درود ۷۱
درود کے بغیر دعا کا عمل رک جانا ۷۳
درودِ پاک کی چند مزید برکتیں ۷۳
صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین کے اقوال ۷۵
۱۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی ۷۵
۲۔ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ۷۵
۳۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۷۵
۴۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ عالی شان ۷۶
۵۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر وحی ۷۶
۶۔ ایک اور روایت ۷۷
درودِ شریف سے متعلق واقعات ۷۸
درودِ پاک کے ذریعے قبر میں نجات ۷۸
درودِ پاک نے قبر میں ساتھ دیا ۷۹
درودِ پاک اور قرض کی معافی ۸۰
درودِ پاک اور کنویں کا پانی ۸۰
درودِ پاک کی برکت سے والد کا چہرہ روشن ہو گیا ۸۱
حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعۂ شفا ۸۳
بزرگانِ دین کے ارشادات کی روشنی میں درود شریف کے انوار و برکات ۸۴
۱۔ حضرت سیدنا ابو الحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۸۴

۲۔ حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابو صالح (المعروف بہ غوثِ اعظم) رحمۃ اللہ علیہ..... ۸۵
۳۔ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ..... ۸۵
۴۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سید محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ..... ۸۶
۵۔ عارفِ حقانی شَیرِ ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ..... ۸۶
۶۔ حضرت شاہ اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ، المعروف بہ کرماں والی سرکار..... ۸۸
۷۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں فنا، حضرت مولانا مفتی محمد امین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آبادی..... ۸۹
۸۔ میرے شیخ محترم، فنافی اللہ فنافی الرسول ﷺ حضور قبلہ میاں خلیل احمد صاحب نقشبندی مجددی، شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ..... ۸۹
بارہ منتخب درود شریف..... ۹۱
درودِ خضری..... ۹۱
درودِ غوثیہ..... ۹۲
درودِ تنجینا..... ۹۳
درودِ محمدی..... ۹۴
درودِ نوری..... ۹۵
درودِ شاذلی..... ۹۶
درودِ الکوثر..... ۹۶
درودِ قلبی..... ۹۷
درودِ شفاء..... ۹۸
درودِ حفاظت..... ۹۹
درودِ مستجاب الدعوات..... ۱۰۰
درودِ تاج..... ۱۰۱
درودِ جمعہ..... ۱۰۴
اختتامی دعا..... ۱۱۰

حمدِ باری تعالیٰ



حمد کا کمال ــــ زبانِ نبوت ﷺ سے

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رات حضورِ اکرم ﷺ کو سجدے کی حالت میں یوں عرض کرتے پایا:

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

(اے اللہ!) میں تیری ثنا کا شمار نہیں کر سکتا؛ تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی ثنا فرمائی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، حدیث: ۴۸۶)

اول حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہر دا

اس دا نام چتارن والا کسے میدان نہ ہر دا

سب سے پہلے اُس اللہ کی حمد و ثنا جو ہر ہر شے کا مالک ہے؛ اُس کا نام یاد کرنے والا کسی میدان میں نہیں ہارتا۔

کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چت دھریاں

رحموں سکے ساوے کر دا قہروں ساڑے ہریاں

اُس کا نام دل میں بسانے سے سب کام بن جاتے ہیں؛ وہ اپنی رحمت سے سوکھے کو ہرا کر دیتا ہے اور اپنے قہر سے ہرے بھرے کو جلا دیتا ہے۔

قُدرت تھیں، جس باغ بنائے، جگ سنسار تمامی

رنگ برنگی بُوٹے لائے، کُجھ خاصے کُجھ عامی

اُس نے اپنی قدرت سے سارے جہان کو باغ بنایا، اور اس میں رنگ برنگ کے پودے لگائے ــــ کچھ خاص اور کچھ عام۔

ایس عجائب باغے اندر، آدم دارُکھ لایا

معرفت دا میوہ دے کے، واہ پھلدار بنایا

اس عجیب باغ میں اُس نے آدم کا درخت لگایا، اور اسے معرفت کا پھل دے کر کیا خوب پھل دار بنایا۔

رحمت دا جد پانی لگا، تاں ہویا ایہہ ہریا

ہر ہر ڈالی نے پھل پایا، سر دھرتی جد دھریا

جب اسے رحمت کا پانی ملا تو یہ ہرا بھرا ہو گیا؛ اور جب اس نے سر زمین پر رکھ دیا (عاجزی اختیار کی) تو ہر ہر شاخ پھل سے لد گئی۔

ــــ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ (سیف الملوک)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

نعت کا آغاز ــــ ربِّ کریم کے کلام سے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

(سورۃ الانشراح:۴)

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

زمین و زماں تمہارے لئے
مکین و مکاں تمہارے لئے
چُنین و چُناں تمہارے لئے
بنے دو جہاں تمہارے لئے

دَہن میں زباں تمہارے لئے
بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے
اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

کَلیم و نَجی مَسیح و صَفی
خلیل و رَضی رسول و نبی
عَتیق و وَصی غَنی و علی
ثَنا کی زباں تمہارے لئے

ــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (حدائقِ بخشش)

بفیضانِ نظر



محبوبِ سبحانی
غوثِ اعظم
شیخ عبد القادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبد القادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبد القادر است

دونوں جہانوں کے بادشاہ شاہ عبد القادر ہیں؛ اولادِ آدم کے سردار شاہ عبد القادر ہیں۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء

اولیائے کرام میں غوثِ اعظم کی وہی شان ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام میں حضرت محمد ﷺ کی شان ہے۔

حضرت داتا
گنج بخش
علی ہجویری
رحمۃ اللہ علیہ

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

آپ خزانے لٹانے والے، سارے عالم کو فیض پہنچانے والے اور نورِ خدا کے مظہر ہیں؛ ناقصوں کے لیے پیرِ کامل اور کاملوں کے لیے رہنما ہیں۔

اعلیٰ حضرت
شیر ربانی
میاں شیر محمد
شرقپوری
رحمۃ اللہ علیہ

آں قدوۂ زمانہ واں زبدۂ جہاں
دُرِّ ثمین، زاہدِ یقین مہتر و متین

وہ زمانے کے پیشوا اور اہلِ جہاں کے برگزیدہ؛ گراں مایہ موتی، صاحبِ حق الیقین، سردار اور ثابت قدم۔

آں شبلیٔ زماں و جنیدِ زمانیاں
شیر محمد، آنکہ بُد او عالمین

وہ اپنے زمانے کے شبلی اور اہلِ زمانہ کے جنید — شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ، کہ وہ (اپنی ذات میں) دونوں جہان تھے۔

حضرت
میاں خلیل احمد
صاحب شرقپوری
رحمۃ اللہ علیہ

جب تک سکون و گردشِ ارض و فلک رہے
بجتا رہے الٰہی نقارہ « خلیل » کا

جب تک زمین و آسمان کا سکون اور گردش قائم رہے، الٰہی!
« خلیل » رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا نقارہ یونہی بجتا رہے۔

حرفِ آغاز

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی اشاعت کے سفر میں اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے نہایت اہم کردار ادا فرمایا۔ انہوں نے صرف زبان سے تبلیغ نہیں کی بلکہ اپنے کردار، حسنِ اخلاق، عدل، محبت، خدمت اور روحانی تربیت کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ ان بزرگوں میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی سرِ فہرست ہیں۔ ان کی دعوت و تبلیغ اور حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر بہت سے لوگ اسلام سے وابستہ ہوئے اور برصغیر میں دین کی اشاعت کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔

وقت گزرتا گیا اور برصغیر میں اسلام کو مختلف ادوار میں سنگین آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مغل بادشاہ اکبر کے دور میں «دینِ الٰہی» کے نام سے ایک خود ساختہ اور مخلوط مذہب گھڑا گیا، جس نے دینِ اسلام کی اصل روح ہی کو خطرے میں ڈال دیا۔ دربار میں بادشاہ کے لیے سجدۂ تعظیمی رائج کیا گیا، شریعتِ مطہرہ کے احکام کی کھلے عام بے توقیری ہونے لگی، اور ایسی خطرناک صورتِ حال پیدا ہو گئی کہ برصغیر میں اسلام کی اصل شناخت ہی مٹ جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔

ایسے نازک اور پُرخطر دور میں اللہ تعالیٰ نے تجدیدِ دین کے لیے حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا۔ آپ نے بے مثال جرأت، استقامت اور حکمت کے ساتھ اس فتنے کا مقابلہ کیا۔ اپنے مکتوبات کے ذریعے آپ نے اُمرائے سلطنت اور اہلِ علم کو جھنجھوڑا، سنتِ مصطفیٰ ﷺ اور شریعتِ مطہرہ کی برتری کو دوٹوک انداز میں واضح فرمایا، اور اہلِ سنت کے

عقائد کا بھرپور دفاع کیا۔ جہانگیر کے دربار میں سجدۂ تعظیمی سے انکار پر آپ نے گوالیار کے قلعے میں قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں، مگر حق پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اسی شان کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(بالِ جبریل، نظم «پنجاب کے پیرزادوں سے»)

یہ آپ ہی کی تجدیدی جدوجہد کا ثمر ہے کہ برصغیر میں دینِ اسلام اپنی اصل صورت میں محفوظ رہا اور سنت و شریعت کی شمع روشن رہی۔ اہلِ علم کے نزدیک اگر یہ تجدیدی کارنامہ بروقت انجام نہ پاتا تو اس خطے میں اسلام کی اصل صورت کا باقی رہنا نہایت دشوار ہو جاتا۔ اسی بنا پر اُمت نے آپ کو «مجددِ الفِ ثانی»، یعنی اسلام کے دوسرے ہزار سال کے مجدد، کے لقب سے یاد کیا۔

اسی طرح ایک وقت ایسا آیا جب ۱۸۵۷ کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی، اور انگریزوں نے پوری طرح سے برصغیر پر قبضہ کر لیا۔ اور ان کی سب سے زیادہ کوشش یہ تھی کہ یہاں سے اسلام کو ختم کیا جائے۔ انہوں نے دیکھا کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسول ﷺ ہے، تب تک اسلام کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کی طرف نہایت مؤثر انداز میں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

یہ شعر ضربِ کلیم کی نظم «ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام» سے ہے۔ اس شعر میں شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ مسلمان کی ایمانی قوت اور اس کی دینی زندگی میں محبتِ رسول ﷺ بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کے دلوں سے محبتِ رسول ﷺ ختم کرنے کی مذموم کوششیں کی گئیں۔ اور اسے ختم کرنے کے لیے جو سب سے بڑا حربہ استعمال کیا گیا، وہ ختمِ نبوت پر حملے کی کوشش تھی۔ ایک جھوٹے مدعیِ نبوت کو نبی بنا کر پیش کیا گیا، تاکہ لوگ اس کی طرف راغب ہوں۔ بعض لوگوں نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعے آپ ﷺ کی شانِ اقدس پر حملہ کرنے کی کوشش کی، اور ایسی تحریروں کی اشاعت کی کھلی چھوٹ دی گئی۔

ایسے پُر فتن دور میں دو عظیم شخصیات اُمت کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوئیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، جو «شیر ربانی» کے لقب سے معروف ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت محض ایک عالم یا مفتی کی حیثیت تک محدود نہ تھی۔ آپ نے فقہ، حدیث، تفسیر، عقائد، عربی و فارسی علوم، نعتیہ ادب اور متعدد دیگر علوم میں گراں قدر علمی خدمات انجام دیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے، جبکہ فتاویٰ رضویہ کا جدید مجموعہ تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ کا ترجمۂ قرآن کنزالایمان بھی آپ کی علمی و ادبی بصیرت کا عظیم شاہکار ہے۔

لیکن آپ کی شخصیت کا سب سے روشن پہلو عشقِ رسول ﷺ تھا۔ آپ کی نعتیہ شاعری، خصوصاً حدائقِ بخشش میں محبتِ مصطفیٰ ﷺ، تعظیمِ رسالت اور ادبِ بارگاہِ نبوی ﷺ پوری قوت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری پر مستقل تحقیقی کام بھی موجود ہے۔

آپ نے اپنے قلم کو دین کے دفاع کا ذریعہ بنایا۔ مختلف اعتقادی و فقہی مسائل پر علمی رسائل تحریر کیے اور جن مسائل کو آپ نے دین و عقیدے کے لیے اہم سمجھا، ان پر قرآن، حدیث، فقہ اور کلام کے دلائل کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ اسی علمی مزاج کا ایک واضح اظہار حسام الحرمین جیسے رسائل میں ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عشقِ رسول ﷺ محض جذباتی وابستگی کا نام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ادب، اتباعِ سنت، شریعت کی پابندی، علم اور دینی غیرت بھی وابستہ ہیں۔ اسی لیے ان کی علمی زندگی اور نعتیہ شاعری دونوں میں محبتِ رسول ﷺ مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، المعروف بہ شیر ربانی

دوسری جانب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، المعروف بہ شیر ربانی، پنجاب کی روحانی تاریخ میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک معروف بزرگ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ آپ ۱۸۶۵ء میں شرقپور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۸ء میں وصال فرمایا۔

اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کا ایک امتیازی پہلو یہ تھا کہ آپ روحانی تربیت کو عملی دینی زندگی سے جدا نہیں سمجھتے تھے۔ مسجد کی تعمیر، نماز کی پابندی، دینی ماحول کی تشکیل اور لوگوں کی اصلاح آپ کی عملی زندگی کا حصہ تھے۔ آپ نے متعدد مساجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

یہ پہلو آپ کی دعوتی شخصیت کو سمجھنے کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آپ کی خانقاہی نسبت محض خلوت اور روحانی تجربات تک محدود نہیں تھی، بلکہ مسجد، عبادت، اصلاحِ معاشرہ اور سنت کی عملی زندگی سے بھی جڑی ہوئی تھی۔

آپ لوگوں کے ظاہر و باطن، دونوں کی اصلاح پر توجہ فرماتے تھے۔ کسی شخص کو سر سے پاؤں تک دیکھتے اور اگر اس کے لباس، وضع قطع یا کسی عمل میں خلافِ سنت بات نظر آتی تو اسے نظر انداز نہ فرماتے بلکہ مناسب انداز میں اس کی اصلاح فرماتے۔ کبھی کسی خلافِ سنت عمل کو دیکھ کر آپ پر جلال کی کیفیت بھی طاری ہو جاتی، کیونکہ محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا آپ کے نزدیک یہی تھا کہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ کو زندگی کے ہر شعبے میں اختیار کیا جائے اور اس کے خلاف امور سے اجتناب کیا جائے۔

اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادے نے بعد میں بھی اس روحانی سلسلے کو پوری آب و تاب سے آگے بڑھایا۔ آپ کے بھائی اور جانشین ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، ان کے بعد حضرت میاں غلام احمد نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور فخر شیر ربانی، حضور قبلہ حضرت میاں خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شرقپور شریف کی دینی وروحانی روایت کو جاری رکھا۔

آج یہی مشن حضرت صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی زید مجدہ اور حضرت صاحبزادہ میاں محمد صالح شرقپوری نقشبندی مجددی زید مجدہ کی سرپرستی میں جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں کی محبت کو قائم رکھے اور انہیں مل جل کر دین کے کام کو آگے بڑھانے کی برکت عطا فرمائے، اور یہ فیضان تا قیامت جاری رہے۔ آمین

دو مختلف میدان، ایک ہی مقصد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے میدان ایک جیسے نہیں تھے۔ ایک جانب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے علم، قلم، فتویٰ، تصنیف اور نعتیہ ادب کے ذریعے دین وعظمتِ رسالت ﷺ کے تحفظ میں تاریخی کردار ادا کیا، جبکہ دوسری جانب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی تربیت، اصلاحِ باطن، عملی سنت اور خانقاہی تربیت کے ذریعے لوگوں کی دینی زندگی کو متاثر کیا۔

یوں ایک شخصیت نے قلم کے ذریعے اور دوسری نے تربیت واصلاح کے ذریعے محبتِ رسول ﷺ اور دینی وابستگی کو مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

ان دونوں بزرگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے یہ احساس مزید گہرا ہوتا ہے کہ عشقِ رسول ﷺ محض زبان کا دعویٰ نہیں، بلکہ وہ محبت ہے جو انسان کے علم، عمل، اخلاق، عبادت اور زندگی کے پورے انداز کو بدل دیتی ہے۔

اور اسی محبت کو زندہ رکھنے والے اذکار میں درود وسلام کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ بندہ جتنا محبت و ادب کے ساتھ درود شریف کی کثرت کرتا ہے، اتنا ہی اس کے دل میں محبتِ رسول ﷺ کی کیفیت تازہ ہوتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ محبت نے درود شریف کو عشقِ رسول ﷺ کی پرورش اور قلبی تعلق کی مضبوطی کا ایک نہایت بابرکت ذریعہ قرار دیا ہے۔

تنبیہ: اس کتاب میں بیان کیے گئے مشاہدات و کیفیات مصنف کی ذاتی روحانی کیفیات اور مشاہدات ہیں؛ انہیں حجتِ شرعی یا عقیدے کی مستقل دلیل نہیں سمجھنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب



مقدمۂ کتاب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمام حمد و ثنا اُس ربِّ ذوالجلال کے شایانِ شان ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی؛ جس کی رحمت ازل سے ابد تک محیط، جس کا بحرِ کرم بے کنار، اور جس کا فیضانِ ہدایت ہر آن جاری ہے۔ وہی ذاتِ کبریا ہے جس نے ظلمتِ عدم کو نورِ وجود سے آراستہ فرمایا، انسان کو شرفِ انسانیت سے سرفراز کیا، اور اُس کی رہنمائی کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کا مقدس سلسلہ قائم فرمایا، یہاں تک کہ نبوت کا آفتابِ عالم تاب، سیدِ اوّلین و آخرین، رحمۃٌ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر اپنے کامل ترین جلوۂ رحمت کے ساتھ طلوع ہوا، اور نورِ رسالت ﷺ قیامت تک عالمِ انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت بن گیا۔

بے شمار درود و سلام ہوں اُس تاجدارِ رسالت، شفیعِ اُمت اور محبوبِ کبریا ﷺ پر، جن کی بعثت نے گم گشتہ انسانیت کو اپنے خالق سے آشنا کیا، جن کے انوارِ نبوت نے تاریک دلوں کو روشن کیا، جن کے حسنِ اخلاق نے سنگ دلوں کو موم کر دیا، جن کے فیضانِ رحمت نے دشمنوں کو بھی آغوشِ شفقت میں جگہ دی، اور جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی جان، روح کی غذا اور قلبِ مؤمن کی زینت قرار دیا۔ نسبتِ رسول ﷺ وہ اکسیر ہے جو انسان کی خاکِ وجود کو سعادت کے نور سے منور کر دیتی ہے، محبت کو عبادت میں ڈھال دیتی ہے، اور بندۂ مؤمن کو بارگاہِ نبوت ﷺ سے وابستہ کر کے وادیِ رضا کی شاہراہ پر گامزن کر دیتی ہے۔

میرَوَد جانی بہ قربانِ محمد ﷺ
صَد جہاں ارزَد بہ یک آنِ محمد ﷺ

ترجمہ: میری جان حضرت محمد ﷺ پر قربان ہو؛ آپ ﷺ کا ایک لمحہ بھی سو جہانوں سے بڑھ کر قیمتی ہے۔

ـــ منسوب بہ حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب کا مقصود محض درودِ شریف کے فضائل بیان کرنا یا وظائف جمع کرنا نہیں، بلکہ اُس نورانی نسبت کے اسرار کو آشکار کرنا ہے جس کے فیضان سے دل محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا گلشن بن جاتا ہے، روح سکینت کی نسیم سے معطر ہو جاتی ہے، اخلاق میں لطافت پیدا ہوتی ہے، اور بندہ رفتہ رفتہ اُس مقامِ رضا کی طرف بڑھنے لگتا ہے جسے اہلِ معرفت نے انسانی زندگی کا سب سے عظیم سرمایہ قرار دیا ہے۔ درودِ شریف کا وظیفہ محض چند الفاظ کا ورد نہیں، بلکہ وفاداری کا عہد، محبت کا اقرار، ادبِ رسالت کا حسین مظہر، اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کا ایک مبارک وسیلہ ہے۔ جب بندہ حضورِ قلب اور اخلاصِ نیت کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں صلوٰۃ و سلام پیش کرتا ہے تو وہ صرف ایک عبادت ادا نہیں کرتا، بلکہ اُس مقدس قافلے میں شامل ہو جاتا ہے جس کا آغاز خود ربِّ کریم کی صلوٰۃ سے ہوا، جسے ملائکۂ مقربین نے شرفِ خدمت بنایا، اور جس کی سعادت اہلِ ایمان کے مقدر میں لکھ دی گئی۔

إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا

ترجمہ:

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

(سورۃُ الاَحزاب، آیت ۵۶)

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت ﷺ پہ لاکھوں سلام

—اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (حدائقِ بخشش)

زیرِ نظر کتاب میں مجموعی طور پر بارہ منتخب درودِ شریف شامل ہیں۔ یہ درودِ پاک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اذن سے زندگی کے گوناگوں معاملات میں خیر و برکت، سکونِ قلب، آسانی اور روحانی رہنمائی کا ذریعہ بنیں گے، ان شاء اللہ؛ اور ہر درودِ پاک اپنے اندر ایک ایسی نورانی تاثیر لیے ہوئے ہے جو بندۂ مؤمن کے دل کو بارگاہِ رسالت ﷺ سے قریب تر کرنے اور محبت و ادبِ مصطفیٰ ﷺ کو فروغ دینے کا وسیلہ بنے گی۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

—اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کا نام «وقارُ الوظائف» محض ایک ادبی ترکیب نہیں، بلکہ اپنے اندر ایک عمیق روحانی حقیقت سموئے ہوئے ہے۔ «وقار» کے معنی عزت، عظمت، تمکنت، رفعت، سربلندی اور شاہانہ شان کے

ہیں، جبکہ « وظائف » سے مراد وہ مبارک اذکار و اوراد ہیں جن کے ذریعے بندۂ مؤمن اپنے رب کا قرب تلاش کرتا ہے۔ اس اعتبار سے « وقارُ الوظائف » کا مفہوم یہ ہے کہ درودِ شریف تمام وظائف کا تاج، اُن کی زینت، اُن کا شرف اور اُن کا نقطۂ کمال ہے۔

کیونکہ درود و سلام وہ مبارک عمل ہے جس کے بغیر عبادت کی روح کامل نہیں ہوتی، دعا آدابِ دعا کی تکمیل سے محروم رہتی ہے، اور بندہ اُس نورانی نسبت سے پوری طرح بہرہ مند نہیں ہو پاتا جو اُسے بارگاہِ رسالت ﷺ سے وابستہ کر کے قربِ الٰہی کی منزلوں تک پہنچاتی ہے۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر اس کتاب کو « وقارُ الوظائف » کا عنوان دیا گیا ہے، تاکہ ہر قاری پر یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ تمام اذکار و وظائف میں درودِ پاک کو وہی مقام حاصل ہے جو تاج کو بادشاہت میں اور روح کو جسم میں حاصل ہوتا ہے۔

اللہ ربُّ العزّت سے دست بہ دعا ہوں کہ وہ اپنی بارگاہِ بے نیاز میں ہماری اس ادنیٰ کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے اپنی رضا و خوشنودی کا وسیلہ بنائے، اس کے ہر حرف کو ہمارے لیے اور ہماری اولاد و احفاد کے لیے ذریعۂ نجات، جبکہ ہمارے اساتذۂ کرام اور بزرگوں کے لیے رفعتِ درجات کا ذریعہ بنا دے۔

یاربِّ کریم! اگر اس عاجزانہ کاوش میں کوئی حرفِ خیر ہے، کوئی جذبۂ محبت ہے، کوئی نیتِ صالح ہے، تو اسے اپنے فضلِ عمیم سے قبول فرما؛ اور اگر اس میں کوئی کوتاہی، لغزش یا نقص رہ گیا ہو تو اپنے عفو و کرم سے درگزر فرما۔ اسے اپنی بارگاہ میں ایسا شرفِ قبول عطا فرما کہ اس کا فیض دلوں تک پہنچے، محبتِ رسولِ اکرم ﷺ کو جِلا بخشے، اور ذکر و درود کی شمع کو سینوں میں فروزاں کرے۔

فقیر بالخصوص اس کاوش کو اپنے شیخ و مرشد، فخرِ شیر ربانی، حضور قبلہ، حضرت میاں خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ پُر فتوح کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس نسبتِ خیر کو شرفِ قبولیت بخشے اور اسے ان کے لیے صدقۂ جاریہ اور رفعتِ درجات کا ذریعہ بنائے۔

اور فقیر اپنی اس مخلصانہ کاوش کو تمام عاشقانِ رسول ﷺ، اہلِ محبت و ادب، ملائکۂ مقرّبین، مؤکلاتِ مُنوَّرین، جنّاتِ صالحین، اور ہر اُس دل کے نام بھی منسوب کرتا ہے جس میں محبتِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں ہے اور جو ذکر و درود کے ذریعے بارگاہِ رسالت ﷺ سے اپنی نسبت کو استوار رکھنے کا آرزومند ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (سورۂ ہود:۸۸)

ترجمہ: اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے؛ اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ابو محمد وقار احمد نقشبندی مجددی غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ

۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ

بروز بدھ، ۲۶ اگست ۲۰۲۶ء

حصہ اوّل



محبت، ادب اور نسبتِ مصطفوی ﷺ

نورِ محمدی ﷺ



اوّلین تجلّیِ حق، نورِ احمد ﷺ است
کز پرتوِ وجودِ وی، عالم منوّر است

ترجمہ: حق تعالیٰ کی اوّلین تجلی نورِ احمد ﷺ ہے، اور آپ ﷺ کے پرتوِ وجود سے عالم منور ہے۔

سب سے پہلے نورِ محمدی ﷺ جلوہ گر ہوا؛ وہ نورِ مقدس جسے عالمِ انوار کا سرچشمہ اور کائناتِ وجود کی اوّلین ضیا کہا گیا ہے۔ اسی نورِ مصطفوی ﷺ کے فیض سے لوح و قلم، عرش و کرسی، آسمان و زمین اور تمام عالمِ کون و مکاں کو وجود و رونق نصیب ہوئی۔ گویا گلشنِ ہستی میں سب سے پہلے جو چراغ فروزاں ہوا، وہ چراغِ نورِ محمدی ﷺ تھا، پھر اسی کی تابانی سے جہانِ رنگ و بو حسن و نور سے جگمگا اٹھا۔

انسانی ارواح بھی اسی نورانی نسبت سے بہرہ مند ہوئیں۔ ہمارے وجود کی لطافت، دل کی روشنی، محبت کی صلاحیت اور معرفت کی طلب، سب اسی نسبتِ مقدس سے اپنا ایک نورانی رشتہ رکھتی ہیں۔ یوں نورِ محمدی ﷺ کو چراغِ اوّلِ ہستی، آفتابِ عالمِ ایجاد اور سرچشمۂ انوارِ کائنات کہا جاتا ہے؛ وہ نور جس کی تجلی سے عالم نے ضیا پائی اور جس کی نسبت سے دل و جاں کو شرفِ محبت نصیب ہوا۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر

وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب

گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (بالِ جبریل: «ذوق و شوق»)

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نُورٍ کزو شد نور ہا پیدا

زمین از حُبِّ او ساکن، فلک در عشقِ او شیدا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس نور پر درود بھیجے جس سے بہت سے نور ظاہر ہوئے؛ زمین اُس کی محبت سے قرار پاتی ہے اور آسمان اُس کے عشق میں شیدا ہے۔

محمد احمد و محمود، وی را خالقش بستود

از او شد بود ہر موجود، از او شد دید ہا بینا

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ، احمد ﷺ اور محمود ﷺ ہیں؛ ان کے خالق نے خود ان کی مدح فرمائی۔ ان کی نسبت سے ہر موجود کو وجود ملا اور نگاہوں کو بصیرت نصیب ہوئی۔

از و در ہر تنے ذوقے، وز و در ہر دلے شوقے

از و در ہر زباں ذکرے، وز و در ہر سرے سودا

ترجمہ: اُن ﷺ کی نسبت سے ہر تن میں ذوق، ہر دل میں شوق، ہر زبان پر ذکر اور ہر سر میں محبت کی جستجو ہے۔

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا

ترجمہ: اگر حضرت آدم علیہ السلام کے لیے حضرت محمد ﷺ کا نام شفیع نہ ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ کی قبولیت اور حضرت نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے نجات نصیب نہ ہوتی۔

نہ ایوب از بلا راحت، نہ یوسف حشمت و جاہت

نہ عیسیٰ آں مسیحادم، نہ موسیٰ آں یدِ بیضا

ترجمہ: اگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو حضرت ایوب علیہ السلام کو بلا سے راحت، حضرت یوسف علیہ السلام کو عزت و حشمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یدِ بیضا کی شان نصیب نہ ہوتی۔

دو چشمِ نرگسینش را کہ «مازاغَ البَصَر» خوانند

دو زلفِ عنبرینش را چو «واللَّیلِ اِذا یَغشیٰ»

ترجمہ: حضورِ اکرم ﷺ کی نرگسی آنکھوں کو «مَا زَاغَ الْبَصَرُ» اور آپ ﷺ کی عنبریں زلفوں کو «وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ» سے تشبیہ دی گئی ہے۔

زسرِّ سینہ اش جامی، «اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ» برخواں
زمعراجش چہ می پرسی کہ «سُبحانَ الَّذی اَسریٰ»

ترجمہ: اے جامی! ان کے سینۂ انور کی کشادگی اور رازِ دل سے «أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ» (سورۃ الانشراح:۱) کی حقیقت پڑھ؛ اور ان کی معراج کا کیا پوچھنا—اس عظیم واقعے کی گواہی تو «سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ» (سورۂ بنی اسرائیل:۱) ہی ہے۔



عشقِ رسول ﷺ



رسولِ رحمت، شفیعِ اُمّت، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایمان کی حقیقت کو ایک نہایت جامع، بلیغ اور فیصلہ کُن ارشاد میں یوں بیان فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: «تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اُس کے والد، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔»

(صحیح بخاری، حدیث:۱۵؛ صحیح مسلم، حدیث:۴۴)

محبتِ رسول ﷺ نہ صرف عینِ ایمان ہے، بلکہ ایمان کی جان، روح اور اساس ہے۔ جس دل میں یہ محبت تمام محبتوں پر غالب نہ آ جائے، اُس کے ایمان کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کو صرف انسانوں کا رہنما بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ اُنہیں بندوں اور اپنے درمیان محبت، رحمت اور قرب کا سب سے روشن وسیلہ بنایا۔ جو دل بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو جاتا ہے، اُسکے لیے ایمان محض عقیدہ نہیں رہتا، بلکہ ایک زندہ کیفیت بن جاتا ہے، جس کی ہر دھڑکن میں عشقِ محمد ﷺ کی خوشبو بسی ہوتی ہے۔

محبت کی ایک فطرت ہے کہ وہ محبوب کو کبھی فراموش نہیں ہونے دیتی۔ دل جسے اپنا سرمایۂ جاں بنا لے، زبان بے اختیار اُسی کا تذکرہ کرتی ہے۔ عاشق کو محبوب کا نام لینے کے لیے کسی ترغیب کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ ذکر اُس کی طبیعت میں جاری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ محبت کے نزدیک درود و سلام صرف عبادت نہیں، بلکہ اظہارِ عشق، تجدیدِ وفا اور نسبتِ محمدی ﷺ کا نور ہے، جو دل کو سکینت اور روح کو سرور عطا کرتی ہے۔

جس کی محبت ہو، اُسی کا نام لیتے ہیں
زباں پر میرے نامِ محمد ﷺ، اور کیا آئے

« منقول »

حقیقت یہی ہے کہ جس دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ جاگزیں ہو جائے، اُس کے لیے ذکر عبادت سے بڑھ کر حیات بن جاتا ہے؛ درود وظیفہ نہیں رہتا بلکہ سرمایۂ جاں بن جاتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک شخص بزمِ سخن میں حاضر ہوا اور گردشِ ایام، بے ثباتیِ دنیا، بے وفائیِ روزگار اور رنج و آلام کا شکوہ کرنے لگا۔ کبھی مصائبِ زمانہ کا فسانہ چھیڑتا، کبھی دنیا کی تلخی کا ذکر کرتا اور کبھی اپنی محرومیوں کا نوحہ سناتا۔ اُس کی گفتگو دیر تک اسی ایک محور کے گرد گردش کرتی رہی۔ جب وہ خاموش ہوا تو مجلس میں موجود ایک صاحبِ نظر نے تبسم فرمایا اور نہایت نرمی سے فرمایا:

دل اگر منزلِ عشقِ شہِ بطحا گیرد
زہر آں چیز کہ غیر است، کنارا گیرد

یعنی جب دل محبوبِ خدا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کو اپنا مسکن بنالیتا ہے تو غیر کی کشش رفتہ رفتہ ماند پڑنے لگتی ہے۔

پھر فرمایا: «اے عزیز! ہم نے تیرے دل کے پردۂ راز کو نہیں دیکھا، فقط تیری زبان کی صدا سنی ہے۔ زبان ترجمانِ دل ہے؛ دل جس شے کے گرد طواف کرتا ہے، اُس کا ذکر بے اختیار لبوں پر جاری رہتا ہے۔ تو نے دنیا کی تعریف نہیں کی، مگر تیری شکایت بھی دنیا ہی کے گرد گھومتی رہی۔ کبھی اُس کی بے وفائی، کبھی اُس کی تلخی، کبھی اُس کے فریب اور کبھی اُس کی مصیبتیں۔ یاد رکھ! بسا اوقات شکایت بھی اسی وابستگی کی علامت ہوتی ہے جس سے دل ابھی پوری طرح آزاد نہیں ہوا۔»

وہ شخص خاموش ہو گیا۔ تب اُس صاحبِ نظر نے فرمایا: «اگر اپنے قلب کی کیفیت معلوم کرنی ہو تو اپنے لبوں کا محاسبہ کرو۔ دیکھو کہ زبان پر کس کا ذکر غالب ہے، دل کس خیال کے گرد بار بار پلٹتا ہے اور کس نام کے سننے سے باطن میں لرزشِ محبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر زبان ہر وقت مال و متاع، جاہ و حشمت، شہرت، خواہشاتِ نفس اور حکایاتِ دنیا میں اسیر رہے تو دل کو تزکیۂ باطن کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر لب درودِ پاک سے تر ہوں، زبان ذکرِ محمد ﷺ سے معطر رہے، اور نامِ اقدس سنتے ہی دل ادب و محبت سے جھک جائے، تو یہ حیاتِ قلب اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ کی روشن علامت ہے۔»

لب پہ ہو نامِ محمد ﷺ تو یہ دولت کم نہیں

دل میں ہو عشقِ محمد ﷺ تو کوئی غم غم نہیں

پس اے مسافرِ راہِ محبت! اپنے دل کا حال جاننے کے لیے دور جانے کی حاجت نہیں؛ اپنے لبوں کی طرف دیکھو۔ زبان دل کا آئینہ ہے۔ جس نام کا ذکر کثرت سے ہو، اکثر وہی نام دل کے تخت پر جلوہ

فرماہوتا ہے۔ اور جب دل میں محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا چراغ روشن ہو جائے تو دنیا اپنی جگہ رہتی ہے، مگر اُس کی چمک دل پر غالب نہیں رہتی؛ کیونکہ جس قلب کو ذکرِ محمد ﷺ کی روشنی نصیب ہو جائے، اُس کے لیے غیر کی ہر چمک ماند پڑ جاتی ہے۔

ہر کہ در دل عشقِ احمد ﷺ جا گرفت

از دو عالم غیرِ او سودا گرفت

ترجمہ: جس شخص کے دل میں عشقِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ نے جگہ بنالی، اُس کے دل سے دونوں جہانوں میں غیرِ مصطفیٰ ﷺ کی طلب و خواہش جاتی رہی۔

جان ہے عشقِ مصطفیٰ، روزِ فزوں کرے خدا

جس کو ہو درد کا مزہ، نازِ دوا اٹھائے کیوں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (حدائقِ بخشش)

محبت کا پہلا قرینہ ـــ ادب



محبت کی وادی میں قدم رکھنے والوں کے لیے پہلا زادِ راہ ادب ہے۔ جس دل میں ادب کا چراغ روشن نہ ہو، وہاں محبت کا آفتاب بھی طلوع نہیں ہوتا۔ اہلِ معرفت فرماتے ہیں کہ محبت کی بنیاد جذبات پر نہیں، بلکہ ادب پر استوار ہوتی ہے؛ کیونکہ ادب ہی وہ پاکیزہ زمین ہے جس میں محبت کا بیج نشوونما پاتا ہے، اور بے ادبی وہ آندھی ہے جو اُگنے سے پہلے ہی اس کو نیست ونابود کر دیتی ہے۔

محبت کی پہلی منزل ادب ہے؛ جس دل میں ادب نہ ہو، وہ محبت کے اسرار سے محروم رہتا ہے۔ علم انسان کو شعور عطا کرتا ہے، مگر ادب اُس علم کو دل کی روشنی بناتا ہے۔ علم ذہن کو منور کرتا ہے، ادب انسان کو محبوب کی بارگاہ میں عاجزی اختیار کرنا سکھاتا ہے۔

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب

ادب، تاجِ سراربابِ قرب است

کلیدِ گنجِ اسرار، ادب است

ترجمہ: ادب، اہلِ قرب کے سروں کا تاج ہے، اور یہی معرفت و قرب کے خزانوں کی کنجی ہے۔



حضرت عبد الرحمٰن بن قاسم عُتقی مصری رحمۃ اللہ علیہ ـــ جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ـــ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیس برس گزارے۔ ان کا قول ہے:

صَحِبْتُ مَالِكًا عِشْرِينَ سَنَةً، فَكَانَ مِنْهَا ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً فِي تَعْلِيمِ الْأَدَبِ، وَسَنَتَانِ فِي تَعَلُّمِ الْعِلْمِ فَلَيْتَنِي جَعَلْتُ الْعِشْرِينَ كُلَّهَا أَدَبًا

ترجمہ: میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیس برس گزارے؛ ان میں اٹھارہ برس ادب سیکھنے میں اور دو برس علم حاصل کرنے میں صرف ہوئے۔ کاش! میں نے یہ پورے بیس برس ادب ہی سیکھنے میں گزارے ہوتے۔

یہ قول اس حقیقت کو نہایت مؤثر انداز میں آشکار کرتا ہے کہ علم کی رفعت اپنی جگہ، مگر ادب وہ جوہر ہے جو علم کو وقار، کردار اور اثر عطا کرتا ہے۔

محبتِ رسول ﷺ بھی ادب ہی سے جِلا پاتی ہے۔ جب دل میں ادبِ مصطفوی ﷺ پیدا ہوتا ہے تو بندہ صرف احکام کی پیروی نہیں کرتا، بلکہ سنتِ رسول ﷺ کو تعظیم، محبت اور شوق کے ساتھ اختیار کرتا ہے۔ دل کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے؛ جب ادب کی زمین تیار ہو، محبتِ رسول ﷺ کا بیج بویا جائے اور ذکر و درود سے اُسے سیراب کیا جائے تو رفتہ رفتہ اُس میں محبت کے پھول کھلنے لگتے ہیں۔

محبت کی انتہا یہ ہے کہ انسان اپنی خواہش کو محبوب کی رضا کے تابع کر دے۔ پھر اُس کی پسند اپنی ذات کے گرد نہیں رہتی، بلکہ محبوب کی رضا اُس کی زندگی کا مرکز بن جاتی ہے۔ یہی محبت کے کمال کی طرف سفر ہے۔

تاریخ میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ بڑے بڑے سلاطین اور اہلِ اقتدار، جو دنیا کے سامنے جلال و ہیبت رکھتے تھے، اہلِ علم و تقویٰ کی مجلس میں پہنچتے تو ادب و انکسار اختیار کرتے۔ اس لیے کہ انسان کا حقیقی وقار تخت و تاج سے نہیں، بلکہ اُس ادب سے ظاہر ہوتا ہے جو اُس کے دل میں اللہ تعالیٰ، اُس کے رسولِ اکرم ﷺ اور اہلِ حق کے لیے پیدا ہوتا ہے۔

جس دل میں ادب زندہ ہو، وہاں اصلاح کی گنجائش باقی رہتی ہے؛ وہاں توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے، محبت پروان چڑھتی ہے اور دامنِ دل میں رحمتِ الٰہی کی امید کا چراغ ہمیشہ روشن رہتا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

از ادب پُر نور گشتہ است ایں فلک

وز ادب معصوم و پاک آمد مَلَک

—مثنوی معنوی، دفتر اوّل

ترجمہ: ادب ہی کے سبب یہ آسمان نور سے منور ہوا، اور ادب ہی کی برکت سے فرشتے پاکیزگی اور عصمت کے مقام پر فائز ہوئے۔

پس جو دل محبتِ رسول ﷺ کی طلب میں بے قرار ہو، اُسے اپنی راہ کا پہلا زادِ سفر ادب کو بنانا چاہیے؛ کہ ادب دل کو سنوارتا ہے، محبت اسے مہکاتی ہے، ذکر اسے زندہ رکھتا ہے، اور عشق وہ منزل ہے جہاں نسبتِ مصطفیٰ ﷺ روح کی سب سے گہری طلب بن جاتی ہے۔

عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی



عشقِ حقیقی صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے عشق کا نام ہے۔ بے شک اللہ ربّ العزت ہی محبوبِ حقیقی ہے، مگر اُس محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے محبوبِ مکرم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت بھی اُسی عشقِ حقیقی کا نور، اُسی محبت کا جمال اور اُسی نسبت کا کمال ہے۔ یہ دو محبتیں نہیں، بلکہ ایک ہی محبت کے دو جلوے ہیں؛ ایک محبت جو ذاتِ حق کی طرف نسبت رکھتی ہے، اور دوسری جو محبوبِ خدا ﷺ کی ذاتِ اقدس سے وابستہ ہو کر اُسی محبت کی خوشبو سے معطر ہوتی ہے۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

بعد از خدا بزرگ توئی، قصہ مختصر

—منسوب بہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: اے صاحبِ جمال، اے تمام انسانوں کے سردار ﷺ! آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے چاند بھی روشنی پاتا ہے۔ آپ ﷺ کی ثنا کا حق جیسا ادا ہونا چاہیے، ویسا ادا کرنا ممکن نہیں؛ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ﷺ سب سے بزرگ و برتر ہیں۔

محبتِ خدا دل میں ہو اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ اُس سے جدا ہو، یہ کیفیت عشق کی تکمیل نہیں؛ کیونکہ جس دل میں محبوبِ حقیقی کی محبت کا چراغ روشن ہو، اُس دل میں اُس کے محبوب ﷺ کی محبت کا نور بھی ضرور جلوہ گر ہوتا ہے۔ عشقِ مصطفوی ﷺ دراصل عشقِ الٰہی کا آئینہ ہے؛ اُس آئینے میں محبتِ خدا کی جھلک دکھائی دیتی ہے، اور محبتِ خدا میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ یوں بندۂ مؤمن جب محبتِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈوبتا ہے تو وہ کسی دوسری محبت کی طرف نہیں جاتا، بلکہ اُسی ایک عشق کے دوسرے جلوۂ جمال میں داخل ہوتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں محبت دوئی سے نکل کر وحدتِ احساس بن جاتی ہے؛ زبان پر نامِ مصطفیٰ ﷺ، دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ، اور باطن میں محبتِ ربّ العالمین — سب ایک ہی نور کی مختلف تجلیاں محسوس ہونے لگتی ہیں۔

اسی کیفیت کی ترجمانی حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں یوں فرماتے ہیں (مفہوم):

«رسولِ اکرم ﷺ کی محبت مجھ پر اس طرح غالب آ گئی کہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اس نسبت سے محبت کرنے لگا کہ وہ محمد ﷺ کا رب ہے۔» (مبدأ و معاد، منہا: ۳۷)

اسی کیفیت کو شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا:

قوتِ قلب و جگر گردد نبی

از خدا محبوب تر گردد نبی

— رموزِ بیخودی

ترجمہ: (اگر میری بات کی حقیقت کو صدق کی نگاہ سے دیکھو تو) نبی اکرم ﷺ مؤمن کے دل و جگر کی قوت بن جاتے ہیں، اور (عاشق کے احساس میں) خدا سے بھی بڑھ کر محبوب ہو جاتے ہیں۔

توضیح: یہ شعر رموزِ بیخودی کے باب «رکنِ دوم: رسالت» سے ہے۔ اس سے متصل پہلے شعر میں اقبال یہ شرط رکھتے ہیں کہ اس بات کو «دیدۂ صدیق» سے دیکھا جائے، یعنی صدق و عشق کی اُس نگاہ سے جس کا کامل نمونہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ عقیدے کا بیان نہیں، بلکہ عشق کی زبان اور عاشق کی قلبی کیفیت کا اظہار ہے۔ عقیدہ اپنی جگہ قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مقام و مرتبے سے بلند اور بے مثل ہے، اور رسولِ اکرم ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ نگاہوں سے اوجھل ہے، اور بندہ اُس کی معرفت و محبت تک رسولِ اکرم ﷺ ہی کے واسطے سے پہنچتا ہے؛ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس وہ جلوہ ہے جسے دل پہچانتا اور جس سے براہِ راست محبت کرتا ہے، اس لیے عاشق کے احساس میں یہی محبت سب سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ یہ محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے جدا یا اُس کے مقابل نہیں، بلکہ اُسی کا راستہ ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (سورۃ آلِ عمران: ۳۱)

وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے باطن، وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے، اُسی سے ملنے، اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

—اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (حدائقِ بخشش)

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں اسی عشق کی روشن تفسیریں ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غارِ ثور میں اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت کے لیے جان کو سپر بنا دیا؛

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فراقِ مصطفیٰ ﷺ میں اذان کی وہ صدا بھی چھوڑ دی جس میں عمر بھر کی محبت بسی تھی؛ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی نعمتوں سے بڑھ کر معیتِ رسول ﷺ کی فکر بے قرار رکھتی تھی؛ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرِ اسود کو اسی لیے بوسہ دیا کہ محبوبِ کریم ﷺ نے اسے بوسہ دیا تھا؛ اور حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موت کے سائے میں بھی محبت و وفا کا دامن نہ چھوڑا۔ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اکرم ﷺ کے آرام میں خلل نہ آنے دیا، یہاں تک کہ عصر کا وقت گزر گیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ڈوبا ہوا سورج لوٹا دیا۔

(سورۃ التوبہ: ۴۰؛ صحیح بخاری: ۳۶۵۳۔ حجرِ اسود — صحیح بخاری: ۱۵۹۷۔ حضرت خبیب — صحیح بخاری: ۳۰۴۵۔ حضرت ثوبان — شانِ نزول سورۃ النساء: ۶۹ (طبرانی)۔ حضرت بلال — طبقاتِ ابنِ سعد؛ تاریخِ ابنِ عساکر۔ ردِّ شمس — طبرانی، المعجم الکبیر؛ طحاوی، شرح مشکل الآثار۔)

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (جوابِ شکوہ، بانگِ درا)

یہ واقعات محض تاریخ کے اوراق نہیں، بلکہ عشق کی وہ زندہ تفسیریں ہیں؛ یہاں محبت اطاعت بن جاتی ہے، وفا قربانی، اور درود و سلام زندگی کی سب سے حسین صدا۔ عشقِ رسول ﷺ وہ چراغ ہے جو دل میں فروزاں ہو تو انسان کی خواہش، کردار اور زندگی سب سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں رنگنے لگتے ہیں۔

نسبتِ نبوی ﷺ



دنیا کی بیشتر نسبتیں گردشِ زمانہ، تغیرِ مکان اور حوادثِ روزگار کے ساتھ رنگ بدل لیتی ہیں، مگر نسبتِ محمدی ﷺ وہ مقدس نسبت ہے جو نہ زمان و مکان کی قید سے آشنا ہے، نہ سرحد و نسل کی حد بندی سے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کسی ایک قوم یا خطے کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

(سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

یہاں «العالمین» سے بھی وہی وسعتِ معنی مراد لینی چاہیے جس کی طرف قرآنِ کریم میں ربّ العالمین کے ارشاد سے رہنمائی ملتی ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

(سورۃ الفاتحہ:۲)



یعنی اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا پروردگار، مالک و مربی ہے۔ اس لیے جب اسی ربّ العالمین نے اپنے محبوبِ مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رحمۃً للعالمین فرمایا، تو اس رحمت کو صرف اس عالمِ ظاہر، یعنی ہماری زمین و دنیا تک محدود سمجھنا اس لفظ کی وسعتِ قرآنی کو محدود کرنا ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کی رحمت کا دامن صرف اہلِ زمین ہی کو نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام مخلوقات اور تمام عوالم کو محیط ہے۔ آسمان و زمین، عالمِ ملکوت، عالمِ ارواح، عرش و کرسی، لوح و قلم اور وہ تمام جہان جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و قدرت سے پیدا فرمایا — سب پر نسبتِ رحمتِ محمدی ﷺ کا ایک نورانی سایہ ہے۔ آپ ﷺ رحمت کا وہ آفتاب ہیں جس کی شعاعیں کسی ایک سمت یا ایک عالم تک محدود نہیں؛ جس طرح آفتاب کی روشنی افق کے ایک گوشے میں محصور نہیں رہتی، اسی طرح رحمتِ مصطفوی ﷺ بھی عالمین کے لیے عام ہے۔

ایک مشاہدہ

یہ فقیر جو چند سطور قلم بند کرنے کا جسارت مند ہو رہا ہے، اُنہیں نہ حجتِ شرعی کا درجہ دیتا ہے اور نہ کسی پر اُن کے قبول کرنے کو لازم سمجھتا ہے، بلکہ انہیں اپنے ربِّ کریم کے فضلِ محض، لطفِ بے پایاں اور عنایتِ مصطفوی ﷺ کی ایک ادنیٰ جھلک تصور کرتا ہے۔ اہلِ اللہ پر گاہے گاہے ایسی روحانی کیفیات منکشف ہوتی رہتی ہیں جن کا تعلق عالمِ ذوق سے ہوتا ہے، نہ کہ عالمِ استدلال سے۔ یہ بھی اُنہی کیفیات میں سے ہیں، جنہیں دل نے برسوں اپنے اندر محفوظ رکھا، اور آج محض ترغیبِ اُمت کے پیشِ نظر سپردِ قلم کیا جا رہا ہے۔

مدینۂ منورہ کی ایک پُرنور ساعت تھی۔ فقیر روضۂ رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے ادب سے مراقبے میں بیٹھا تھا کہ اچانک ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہوئی اور اس کے سامنے ایسا منظر منکشف ہوا کہ وہ حیرت و استعجاب میں ڈوب گیا۔

فقیر نے دیکھا کہ روضۂ رسولِ اکرم ﷺ گویا وسعت اختیار کر گیا ہے۔ اس وسعت کے ایک گوشے میں عرش، کرسی، لوحِ محفوظ اور کائنات کی بے شمار حقیقتیں جلوہ گر تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر فقیر کے دل میں سوال اٹھا کہ اس مشاہدے کا راز کیا ہے اور یہ وسعت کس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے؟

اسی کیفیت میں فقیر کے دل پر ایک معنی وارد ہوا کہ مقامِ محمدی ﷺ ہماری فہم و ادراک کی حدود سے کہیں وسیع تر ہے۔ رحمتِ رسولِ اکرم ﷺ کی وسعت کا احاطہ انسانی عقل پوری طرح نہیں کر سکتی؛ ہر شخص اپنی استعداد، وسعتِ قلب اور ظرف کے مطابق اس رحمت و فیض سے حصہ پاتا ہے۔

فقیر کے دل میں یہ احساس گہرا ہوتا گیا کہ حضورِ اکرم ﷺ کا مقام، اس نور کی وسعت اور اس مرتبے کی حقیقت وہ راز ہے جسے ربُّ العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بندہ اپنے محدود علم کے ساتھ اس حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتا؛ وہ جو کچھ پاتا اور سمجھتا ہے، اپنے ظرف اور استطاعت کے مطابق پاتا اور سمجھتا ہے۔

اسی مشاہدے میں فقیر کو یوں محسوس ہوا کہ زمین و آسمان، عالمِ دنیا و عالمِ بالا، عرش و کرسی اور لوحِ محفوظ — یہ سب اسی وسیع منظر کے ایک گوشے میں جلوہ گر ہیں۔

دردلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است

آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است

مفہوم:

مسلمان کے دل کی سب سے بڑی محبت اور عقیدت رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ کے لیے ہے، اور ہماری عزت و سربلندی آپ ﷺ کے مبارک نام سے وابستہ ہے۔

طُور موجے از غبارِ خانہ اش

کعبہ را بیتُ الحرم کاشانہ اش

مفہوم:

رسولِ اکرم ﷺ کے گھر کی خاک بھی اس قدر بابرکت اور عظمت والی ہے کہ اس کا ایک ذرّہ بھی کوہِ طور جیسی شان رکھتا ہے، اور آپ ﷺ کا مقدس گھر کعبہ کے لیے بھی حرم کی مانند محترم ہے۔

—شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (اسرارِ خودی)

رحمتِ عالم ﷺ کی محبتِ اُمت

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اپنی اُمت کی محبت، خیر خواہی اور شفقت سے معمور تھی۔ اُمت کی راحت آپ ﷺ کے لیے باعثِ مسرت اور اُس کی تکلیف قلبِ اقدس پر گراں تھی۔ قرآنِ کریم اسی بحرِ رحمت کی ایک جھلک یوں دکھاتا ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

(سورۃ التوبہ:۱۲۸)

ترجمہ: تمہارے پاس تم ہی میں سے وہ عظیم رسول ﷺ تشریف لائے جن پر تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے، جو تمہاری بھلائی کے نہایت آرزومند اور اہلِ ایمان پر نہایت شفیق ورحیم ہیں۔

یہی محبتِ مصطفیٰ ﷺ ایمان کی جان اور قلبِ مؤمن کی حیات ہے۔ محبت محض زبان کا دعویٰ نہیں، بلکہ دل کی وہ کیفیتِ جاں فزا ہے جو ادب، وفا اور ذکرِ محبوب ﷺ سے پیوستہ رہتی ہے۔ محبتِ اُمت کا یہ عالم تھا کہ رات کی خاموش ساعتوں میں، جب دنیا خوابِ غفلت میں ڈوبی ہوتی، رحمتِ عالم ﷺ اپنے ربِّ کریم کی بارگاہ میں سرِ نیاز خم فرماتے اور اپنی اُمت کے لیے رحمت و مغفرت کی دعائیں فرمایا کرتے۔

اسی شفقت کی ایک تمثیل حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی میں ملتی ہے، جہاں حکیمِ الٰہی بیمار کنیز کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے:

من غمِ تو می خورم تو غم مخور
بر تو من مشفق ترم از صد پدر

ـــ مثنوی معنوی، دفتر اوّل (حکایتِ پادشاہ و کنیزک)

ترجمہ: میں تیرا غم کھاتا ہوں، تو غم نہ کر؛ میں تجھ پر سو باپوں سے بھی زیادہ مہربان ہوں

آپ ﷺ اپنی اُمت کے خطاکاروں اور گنہگاروں کے لیے مغفرت، رحمت اور نجات کے سوال کرتے، اور قلبِ اقدس کی گہرائیوں سے «اُمّتی، اُمّتی» کی صدا بلند ہوتی۔ یہ وہ بحرِ محبت تھا جسکی

موجیں صرف نیکوکاروں تک محدود نہ تھیں، بلکہ خطاکار اُمتی بھی اُس دامنِ رحمت میں جگہ پاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

مفہوم:

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی امت کے بارے میں دعائیں تلاوت فرمائیں، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: "اے اللہ! میری امت، میری امت!" اور رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ انہیں کیا چیز رلا رہی ہے۔ جب آپ ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور کہہ دو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

(صحیح مسلم، حدیث:۲۰۲)

گرتے ہوؤں کو مژدہ، سجدے میں گرے مولیٰ

رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ

یہی نسبتِ اُمتی وہ شرفِ جاوداں ہے جس پر ہر مؤمن کو ناز ہونا چاہیے۔ دنیا کی ہر نسبت فانی ہے، مگر نسبتِ مصطفوی ﷺ وہ دولتِ لازوال ہے جس کے سامنے تاج و تختِ جہاں بھی ہیچ ہیں۔ جسے یہ نسبت نصیب ہو گئی، اُس کے دامن میں دونوں جہانوں کی سب سے گراں مایہ دولت آ گئی۔

اُمتِ محمدیہ ﷺ کے حق میں ایک جامع دعا



اسی رحمتِ عامہ کا تقاضا ہے کہ اُمتی بھی اُمت کے لیے دستِ دعا دراز کرے۔ اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لیے دعا دراصل خیر خواہی، رحمت اور اُمتِ مصطفوی ﷺ سے وفاداری کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُمتِ محمدیہ ﷺ پر رحم فرمائے، اِس کی مغفرت فرمائے، اِس کی اصلاح و ہدایت فرمائے، اِس کے دلوں میں الفت پیدا کرے، اِس کے بیماروں کو شفا، مرحومین کو رحمت، پریشان حالوں کو آسانی اور مقروضوں کو ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے؛ اِس کے عیوب پر پردہ ڈالے، اُنہیں ہر فتنے اور آزمائش سے محفوظ رکھے اور حق پر اُن کے قدم ثابت رکھے۔

اے اللہ! اُمتِ محمدیہ ﷺ کے منتشر احوال کو سنوار دے، اُن کے دلوں کو حق پر جمع فرما، اُن کی خطاؤں سے درگزر فرما، اور ہمیں ایمان و عافیت کے ساتھ زندگی عطا فرما۔ ہمارا خاتمہ کلمۂ توحید پر فرما، روزِ قیامت ہمیں اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت نصیب فرما، اُن کے حوضِ کوثر سے سیراب فرما، اور اُن کی معیت میں جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین یاربّ العالمین۔

« یہ دعائیہ کلمات فقیر نے اُمت کی خیر خواہی میں مرتب کیے ہیں۔ »

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ پر رحم فرما۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کی مغفرت فرما۔

اَللّٰھُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کی اصلاح فرما۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ أُمَّةَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کو صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْ أُمَّةَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کی حفاظت فرما۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ أُمَّةَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کی نصرت و مدد فرما۔

اَللّٰھُمَّ اجْمَعْ کَلِمَةَ أُمَّةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَی الْحَقِّ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کو حق پر متحد فرما۔

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عُیُوبَ أُمَّةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کے عیبوں پر پردہ ڈال۔

اَللّٰھُمَّ اقْضِ دُیُونَ أُمَّةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کے قرض ادا فرما۔

اَللّٰهُمَّ اشْفِ مَرْضَى أُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کے بیماروں کو شفا عطا فرما۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ مَوْتَى أُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کے مرحومین پر اپنی رحمت نازل فرما۔

اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ كُرُوبَ أُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کی تمام پریشانیاں دور فرما۔

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ أُمُورَ أُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کے تمام معاملات آسان فرما۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ آخِرَ كَلَامِنَا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ﷺ

اے اللہ! ہمارا آخری کلام «لا إلٰہ إلا اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ» نصیب فرما۔

اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِي زُمْرَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ، وَاسْقِنَا مِنْ يَدِهِ الشَّرِيفَةِ شَرْبَةً هَنِيئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. آمِين

اے اللہ! ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے گروہ میں محشور فرما، ہمیں اُن کی شفاعت نصیب فرما، اور ہمیں اُن کے دستِ مبارک سے ایسا خوش گوار اور سیر اب کرنے والا جام عطا فرما جس کے بعد ہمیں کبھی پیاس نہ لگے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اپنی رحمت سے ہماری یہ دعا قبول فرما۔ آمین۔

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمّت پہ لاکھوں سلام

—اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سلامِ رضا، حدائقِ بخشش)

مشاہدۂ فقیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارہا ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جسے یاد کرتے ہوئے دل پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ جب یہ فقیر نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے عرض کرتا:

«اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ پر رحم فرما۔»

تو نگاہِ باطن پر روضۂ اقدسِ سیدِ عالم ﷺ کی نورانی جلوہ گاہ منکشف ہوتی اور روضۂ انور کی طرف سے ایک نہایت شیریں اور روح پرور صدا سنائی دیتی:

« آمین۔ »

پھر جب فقیر عرض کرتا:

« اے اللہ! اُمتِ محمد ﷺ کی مغفرت فرما۔ »

تو پھر اسی طرح **« آمین »** کی شیریں صدا سنائی دیتی۔

یہ کیفیت ایک مرتبہ نہیں، بلکہ کئی ایام تک بار بار ظاہر ہوتی رہی۔ ہر مرتبہ دل پر ایک خاص سکون اور رقت طاری ہو جاتی۔

پھر ایک روز اس کیفیت میں مزید انکشاف ہوا۔ فقیر حسبِ معمول اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لیے دعا میں مشغول تھا کہ کیا دیکھتا ہوں گویا روضۂ اقدس کی جانب سے دستِ دعا بلند ہیں۔ جب یہ فقیر اُمت کے لیے رحمت، مغفرت، ہدایت، سلامتی اور عافیت کی دعائیں عرض کرتا تو ہر دعا کے بعد وہی دل نواز صدا سنائی دیتی:

« آمین... آمین... »

فریادِ اُمّتی جو کرے حالِ زار میں

ممکن نہیں کہ خیرُ البشر کو خبر نہ ہو

—اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (حدائقِ بخشش)

اس وقت دل میں یہی احساس پیدا ہوا کہ رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی اُمت کے لیے ہمیشہ خیر خواہی فرمائی، لہٰذا اُمت کے حق میں کی جانے والی ایک مخلصانہ دعا بھی کس قدر بابرکت اور امید افزا ہو سکتی ہے۔

یہ فقیر اس کیفیت کو اپنی کوئی فضیلت یا استحقاق نہیں سمجھتا، نہ اسے کسی کرامت یا مقام کے دعوے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ حقیقتِ حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مقصود صرف اُمتِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرنا ہے، جو کہ اپنے اندر ایک عظیم محبت اور خیر خواہی کا سمندر سموئے ہوئے ہوتی ہے۔

فَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْأَحْوَالِ، وَهُوَ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ

ترجمہ:

پس اللہ ہی حالات کی حقیقت کو سب سے بہتر جاننے والا ہے، اور وہی توفیق عطا فرمانے والا اور کارساز ہے۔

مدح کیا ہے؟



مدح عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی کسی کی خوبی، فضیلت، کمال اور اوصافِ حمیدہ کو محبت، تحسین اور تعظیم کے ساتھ بیان کرنا ہے۔ چنانچہ مدحِ رسولِ اکرم ﷺ سے مراد وہ باادب بیان ہے جس میں حضور سیدِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ، شمائلِ مبارکہ، اخلاقِ کریمانہ، رحمت، مقامِ رسالت اور فضائل کا ذکر محبت و تعظیم کے ساتھ کیا جائے۔

مدحِ رسول ﷺ محض شاعرانہ تعریف کا نام نہیں۔ یہ اُس قلبی نسبت کا اظہار ہے جس میں محبت، ادب، معرفت اور اتباع باہم جمع ہو جاتے ہیں۔ مؤمن جب رسولِ اکرم ﷺ کی مدح بیان کرتا ہے تو دراصل اپنی زبان کو اُس ذکرِ خیر سے آراستہ کرتا ہے جس کی بنیاد قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ میں موجود ہے۔

قرآنِ کریم نے آپ ﷺ کے لیے رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷) کا ذکر فرمایا، آپ ﷺ کے خُلقِ عظیم کی گواہی دی (سورۃ القلم: ۴)، آپ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا (سورۃ الاحزاب: ۴۰)، اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اہلِ ایمان کے لیے اُسوۂ حسنہ فرمایا (سورۃ الاحزاب: ۲۱)۔ اس لیے مدحِ رسول ﷺ کا سب سے پاکیزہ اور معتبر میدان وہی ہے جہاں محبت، قرآن و سنت کے بیان کردہ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔



مدح کا کمال یہ نہیں کہ الفاظ کی کثرت سے محبوب کی عظمت بڑھائی جائے؛ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ ہماری زبان کی محتاج نہیں۔ مدح کا کمال یہ ہے کہ زبان اُس مقامِ بلند کو اپنی استطاعت کے مطابق بیان کرے، مگر عقیدۂ توحید اور ادبِ رسالت کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔

لَم یَاتِ نَظِیرُکَ فِی نَظَر، مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے، تجھ کو شہ دوسرا جانا

ترجمہ:

اے جاناں! میری نظر میں آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں آیا، اور نہ آپ ﷺ جیسا کوئی پیدا ہوا۔

دنیا کی بادشاہی کا تاج آپ ﷺ ہی کے سر کو زیب دیتا ہے، اور میں نے آپ ﷺ کو دونوں جہانوں کا بادشاہ مانا ہے۔

—اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (حدائقِ بخشش)

کلامِ مدح کے آداب

جب یہی محبت شعر، نثر، نعت، قصیدہ یا سلام کے پیکر میں ڈھلتی ہے تو وہ کلامِ مدح کہلاتا ہے۔ ایسا کلام محض الفاظ کا حسن نہیں ہوتا؛ اس میں شاعر اپنے علم، محبت، عجز، شوق اور ادب کو ایک ادبی صورت عطا کرتا ہے۔

نعتیہ کلام میں شاعر کی اصل عظمت اس بات میں نہیں کہ وہ حضور ﷺ کے لیے کتنے بلند الفاظ استعمال کرتا ہے، بلکہ یہ ہے کہ وہ کتنی محبت کے ساتھ اور کتنے ادب کے ساتھ آپ ﷺ کی مدح کرتا ہے۔

اسی لیے نعتیہ ادب میں ایک نہایت لطیف توازن ضروری ہے:

زبان میں محبت ہو،

الفاظ میں ادب ہو،

عقیدے میں توحید ہو،

بیان میں سیرت کی روشنی ہو،

اور مدح میں حدودِ شرع کی پاسداری ہو۔

جب یہ عناصر جمع ہو جائیں تو کلام صرف شعر نہیں رہتا؛ وہ عقیدت کی زبان، محبت کا اظہار اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کا ادبی وسیلہ بن جاتا ہے۔

مقامِ مدحِ رسول ﷺ — ایک مشاہدہ

مراقبے کی ایک پُرنور کیفیت میں فقیر پر ایک ایسا روحانی منظر منکشف ہوا جس کی وسعت اور نورانیت نے دل و نگاہ کو حیرت میں ڈال دیا۔ یہ ایک ایسا مقام تھا جس کی کیفیت و حقیقت کو الفاظ کے حصار میں مقید کرنا آسان نہ تھا۔ جہاں تک نظر جاتی، نور کی کرسیاں صف بہ صف جلوہ گر تھیں، اور ایک نورانی منبر بھی نہایت جلال و نورانیت کے ساتھ جلوہ فرما تھا۔ ہر سو نور ہی نور تھا؛ گویا فضا کے ذرے ذرے میں تجلیاتِ انوار موجزن ہوں اور یہ مقام کسی عظیم روحانی راز کا امین ہو۔

فقیر کے دل پر ہیبت و محبت کی ایک ملی جلی کیفیت طاری ہوئی، اور قلبِ فقیر سے بے اختیار یہ سوال ابھرا:

«یااللہ! یہ کون سا مقام ہے؟»

اسی اثنا میں فقیر پر اس مقام کی حقیقت منکشف کی گئی کہ:

«عرش کے اوپر یہ مقام، مقامِ مدحِ رسول ﷺ ہے۔ جہاں جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ جلوہ فرما ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان جہاں کہیں بھی حضور سیدِ عالم ﷺ کی مدح و ثنا میں کوئی کلام لکھا جاتا ہے، وہ کلام یہاں لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔»

یہ حقیقت فقیر کے لیے باعثِ حیرت بھی تھی اور موجبِ عقیدت بھی۔ اس نورانی مقام کی عظمت و جلالت نے اس کے قلب کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ اس کیفیت کو دیکھ رہا تھا جسے چشمِ سر سے نہیں، بلکہ چشمِ دل سے دیکھا جاتا ہے؛ اور اس کے باطن پر ایک ایسی ہیبت طاری تھی جس میں محبت بھی تھی، خشیت بھی، ادب بھی اور شوق بھی۔

نور بر نور بود، و دل در حیرتِ حضور۔

ترجمہ: نور پر نور تھا، اور دل حیرتِ حضور میں ڈوبا ہوا تھا۔

اسی عالمِ حیرت واستغراق میں فقیر سے سوال کیا گیا:

«اگر تمہیں اس نورانی مقام پر رسول اللہ ﷺ کی مدح میں کوئی کلام پیش کرنے کا موقع عطا ہو، تو تم کون سا کلام پیش کروگے؟»

فقیر نے نہ کسی طویل غور و فکر سے کام لیا، نہ کسی انتخاب کی جستجو کی، بلکہ جو کلام اس کے قلب و زبان پر شروع سے محبت کی صورت میں جاری تھا، وہی بے اختیار لبوں پر آ گیا۔ فقیر نے عرض کیا:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

یہی وہ کلام تھا جو اس عالمِ نور میں فقیر کی زبان سے بے ساختہ جاری ہوا۔

اس انتخاب کے پسِ پشت محض شعری ذوق کارفرما نہ تھا؛ بلکہ فقیر کے دل میں سلامِ رضا کے ساتھ ایک خاص نسبت، محبت اور عقیدت پہلے ہی سے جاگزیں تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام محض ایک نعتیہ کلام نہیں، بلکہ عشقِ رسول ﷺ، ادبِ رسالت، اظہارِ عقیدت اور دردِ اُمت کا ایک جامع آئینہ ہے۔

اسی لمحے فقیر کے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ اس مقام پر نہ جانے کتنے ہی جمعے صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا گیا ہوگا۔

اسی لیے فقیر نے کسی دوسرے کلام کی طرف التفات نہ کیا۔ اس کے قلب نے فوراً اسی سلام کی جانب رہنمائی کی جس کا آغاز ہی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں لاکھوں سلام پیش کرنے سے ہوتا ہے، اور

اسی سلام میں حضورِ اکرم ﷺ کی شانِ اقدس کے مختلف انوار و اوصاف پر درود و سلام پیش کیا گیا ہے:

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن دُرود
گُلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہریارِ اِرَم، تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم دُرود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

یہ اشعار اس سلام کی وسعتِ عقیدت اور رفعتِ تخیل کا ایک حسین نمونہ ہیں۔ کہیں حضورِ اکرم ﷺ کو شمعِ بزمِ ہدایت کہہ کر عالمِ ہدایت کا مرکز قرار دیا گیا، کہیں گُلِ باغِ رسالت کہہ کر گلشنِ نبوت کی بہار سے تعبیر کیا گیا، کہیں تاجدارِ حرم کے عنوان سے عظمت و جلالِ مصطفوی ﷺ کو سلام پیش کیا گیا، اور کہیں نوبہارِ شفاعت کہہ کر رحمت و کرم کے اس درِ اقدس کی جانب اشارہ کیا گیا جہاں اُمیدِ شفاعت اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔

گویا شاعر نے الفاظ کو صرف شعر نہیں بنایا؛ بلکہ ہر لفظ کو ادب کا نذرانہ، ہر مصرع کو عقیدت کا سلام، اور ہر شعر کو محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا ایک پھول بنا کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا۔

اور شاید یہی وہ نسبت تھی جس کے سبب فقیر کی زبان پر، کسی تردد اور توقف کے بغیر، سلامِ رضا جاری ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ صرف کتاب کے اوراق میں محصور نہ رہا، بلکہ آج بھی جمعہ کے دن، خصوصاً نمازِ جمعہ کے بعد سلام کے طور پر نیز محافلِ میلاد، مجالسِ نعت، ذکر و درود اور بزم ہائے محبتِ رسول ﷺ میں پڑھا جاتا ہے۔ نسل در نسل یہ کلام اہلِ محبت کی زبانوں پر جاری رہا، اور اس کی صدا نے وقت کے فاصلے طے کیے۔

یہ دوام محض ایک شعری کلام کی مقبولیت نہیں؛ بلکہ اس امر کی علامت ہے کہ اس سلام نے دلوں میں محبت، ادب اور عقیدت کی ایک ایسی جگہ پیدا کی جو زمانے کی گردش سے متزلزل نہ ہوئی۔

سخنِ رضا، فقط سخن نہ ماند؛ ذکر شد، سلام شد، وورد زبانِ اہلِ محبت گردید۔

ترجمہ: رضا کا سخن محض سخن نہ رہا؛ وہ ذکر بنا، سلام بنا، اور اہلِ محبت کی زبان کا ورد بن گیا۔

یوں یہ کلام محض شاعر کی تخلیق نہ رہا؛ بلکہ اہلِ محبت کے لیے سلام کا ایک معروف پیرایہ، عشقِ رسول ﷺ کے اظہار کا ایک مقبول وسیلہ، اور ادبِ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی ایک روشن علامت بن گیا۔

اور فقیر کے دل نے بھی اسی نسبت کو پہچانا تھا۔ اس لیے جب اس سے پوچھا گیا کہ اس نورانی مقام پر، بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں، اگر اسے کوئی کلام پیش کرنے کا شرف حاصل ہو تو وہ کیا پیش کرے گا—تو فقیر نے اپنی طرف سے کچھ پیش نہ کیا۔ اس نے وہی پیش کیا جو مدتوں سے اہلِ محبت کی زبان پر سلام بن کر جاری تھا:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

صحابۂ کرام، اولیاء وصوفیائے کرام کا نعتیہ ذوق



اسلامی تاریخ میں مدحِ رسولِ اکرم ﷺ کا نہایت روشن باب عہدِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جلوہ گر ہے۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نعتیہ کلام کے ذریعے رسولِ اکرم ﷺ کی مدح وثنا بھی کی اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب بھی دیا۔ یوں مدحِ رسول ﷺ محض اظہارِ محبت نہ رہی، بلکہ دفاعِ رسالت، تعظیمِ نبوت اور اظہارِ وفا کا ایک باوقار وسیلہ بھی بنی۔

حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ اشعار

(منسوب بہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

ترجمہ: میری آنکھ نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو خوب صورت نہیں دیکھا، اور نہ کسی ماں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل ہستی کو جنم دیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ ﷺ ہر عیب سے پاک و منزہ پیدا کیے گئے؛ گویا آپ ﷺ ویسے ہی پیدا کیے گئے جیسا آپ ﷺ خود چاہتے تھے۔

(دیوانِ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

أَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ

مِنَ اللّٰهِ مَشْهُودٌ يَلُوحُ وَيُشْهَدُ

ترجمہ: آپ ﷺ وہ روشن و تاباں ہستی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبوت کی مہر ہے؛ ایسی مہر جو ظاہر بھی ہے اور اس کی گواہی بھی دی جاتی ہے۔

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ

إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ذکر فرمایا؛ جب مؤذن پانچوں نمازوں میں شہادت کا کلمہ بلند کرتا ہے۔

بعد کے ادوار میں یہی نعتیہ روایت عربی سے فارسی اور پھر اردو ادب تک پہنچی۔ فارسی زبان میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر اہلِ قلم نے محبتِ رسول ﷺ، شوقِ زیارت، عجز، رجوع اور امیدِ شفاعت کو اپنے مخصوص ادبی و روحانی اسلوب میں بیان کیا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق

بود در انجیل نامِ مصطفیٰ

آں سرِ پیغمبراں، بحرِ صفا

ترجمہ: انجیل میں مصطفیٰ ﷺ کا نام مذکور تھا؛ وہی ہستی جو پیغمبروں کے سردار اور صفا و پاکیزگی کا سمندر ہیں۔

—مثنوی معنوی، دفتر اوّل (حکایتِ نصرانیاں و نامِ مصطفیٰ ﷺ)

طایفہ نصرانیاں بہرِ ثواب

چوں رسید ندی بداں نام و خطاب

بوسہ دادندی بر آں نامِ شریف

رو نہادندی بر آں وصفِ لطیف

ترجمہ: نصرانیوں میں ایک جماعت جب اُس نامِ مبارک اور اُس ذکر تک پہنچتی تو اُس نامِ شریف کو بوسہ دیتی اور اُس وصفِ لطیف کے سامنے تعظیم سے جھک جاتی۔

ایمن از شرّ امیران و وزیر

در پناہِ نامِ احمد مُستجیر

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد

نورِ احمد ناصر آمد، یار شد

ترجمہ: وہ امیروں اور وزیر کے شر سے محفوظ رہے، کیونکہ انہوں نے نامِ احمد ﷺ کی پناہ لے رکھی تھی۔ ان کی نسل بھی خوب بڑھی؛ نورِ احمد ﷺ ان کا مددگار بن کر آیا اور ان کا یار ہو گیا۔

نامِ احمد ایں چنیں یاری کند
تا کہ نورش چوں نگہداری کند

ترجمہ: نامِ احمد ﷺ اس طرح مددگار ہوتا ہے، تو اُس کا نور کس طرح نگہبانی کرتا ہو گا!

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب نعت «تنم فرسودہ، جاں پارہ ز ہجراں، یا رسول اللہ ﷺ» عشق و شوق، عجز و ندامت اور امیدِ شفاعت کا نہایت پُر سوز اظہار ہے۔ ایک مشہور روایت کے مطابق جامی رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا کہ مدینۂ منورہ حاضر ہو کر یہ نعت روضۂ اقدس کے سامنے پیش کریں، مگر انہیں وہاں پہنچنے سے روک دیا گیا۔ اسی روایت میں آتا ہے کہ اس موقع پر انہیں حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور ارشاد ہوا:

«اے جامی! تمہیں روضۂ اقدس کے سامنے آنے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ جو نعت تم نے لکھی ہے، اسے سننے کے لیے مجھے خود باہر تشریف لانا پڑے گا۔»

تَنَم فَرسُودہ، جاں پارہ زہجراں، یارسولَ اللہ ﷺ

دِلَم پژمُردہ، آوارہ زعِصیاں، یارسولَ اللہ ﷺ

چُوں سُوئے مَن گُذَر آری، مَنِ مِسکیں زناداری

فِدائے نَقشِ نَعلَینَت کُنَم جاں، یارسولَ اللہ ﷺ

زکَردہ خویش حَیرانَم، سِیَہ شُدروزِ عِصیانَم

پَشیمانَم پَشیمانَم پَشیماں، یارسولَ اللہ ﷺ

زجامِ حُبِّ تُو مَستَم، بہ زَنجیرِ تُودِل بَستَم

نَمی گویَم کہ مَن ہَستَم سُخَن داں، یارسولَ اللہ ﷺ

چُوں بازوئے شَفاعَت راکُشائی بَرگُنَہ گاراں

مُکن مَحرومِ جامی رادَر آں، یارسولَ اللہ ﷺ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے ہجر و فراق میں میرا جسم فرسودہ اور جان پارہ پارہ ہوگئی ہے؛ گناہوں کے سبب میرا دل پژمردہ اور آوارہ ہوگیا ہے۔

اگر کبھی آپ ﷺ میری طرف گزر فرمائیں تو میں اس مسکین و نادار کی حیثیت سے آپ ﷺ کے نقشِ نعلین پر اپنی جان قربان کردوں۔

میں اپنے کیے پر حیران اور اپنے گناہوں کے باعث شرمندہ ہوں؛ میں پشیمان ہوں، بہت پشیمان ہوں۔

میں آپ ﷺ کی محبت کے جام سے سرشار ہوں اور آپ ﷺ کی محبت کی زنجیر سے اپنا دل باندھ چکا ہوں؛ تاہم یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں سخن کا بڑا ماہر ہوں۔

اور جب آپ ﷺ قیامت کے دن گناہ گاروں کے لیے شفاعت کا دامنِ رحمت پھیلائیں، تو اُس وقت جامی کو محروم نہ رکھیے گا۔

نسیما جانبِ بطحا گذر کن
ز احوالم محمد ﷺ را خبر کن

ترجمہ: اے نسیمِ سحر! بطحا کی جانب گزر کر میرے حالِ دل کی خبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچادے۔

توئی سلطانِ عالم یا محمد ﷺ
زروئے لطف سوئے من نظر کن

ترجمہ: اے محمد ﷺ! آپ ہی عالم کے سلطان ہیں؛ از راہِ لطف میری طرف بھی نگاہِ کرم فرمایئے۔

گُل از رُخت آموختہ نازُک بدَنی را
بُلبُل زتو آموختہ شیریں سُخنی را

ترجمہ: گل نے آپ ﷺ کے رخِ انور سے نازک و لطیف حسن سیکھا، اور بلبل نے آپ ﷺ سے شیریں سخنی کا ہنر پایا۔ ــــ دیوانِ جامی (منسوب)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق

اردو نعتیہ ادب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام میں عظمتِ رسول ﷺ، حسنِ مصطفیٰ ﷺ، ادبِ رسالت، شفاعت، مدینہ کی محبت اور شوقِ حاضری نہایت پُر شکوہ اور عقیدت آمیز زبان میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے، یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

حضورِ اکرم ﷺ کے حسن و کمال کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جمالِ بے مثال میں نقص کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ شاعر دنیا کے پھول اور شمع کی مثال دے کر فرماتا ہے کہ پھول کے ساتھ خار اور شمع کے ساتھ دھواں لازم ہے، مگر کمالِ مصطفیٰ ﷺ ایسا بے مثال گل ہے جو خار سے منزہ، اور ایسا نورِ تاباں ہے جس میں دھویں کا شائبہ تک نہیں۔

میں نثار تیرے کلام پر، ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو، وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

حضورِ اکرم ﷺ کے کلامِ اقدس کی عظمت ایسی بے مثال ہے کہ اس کے حقیقی حسن و کمال کو بیان کرنے سے زبانِ انسانی عاجز و قاصر ہے۔ آپ ﷺ کا کلام وہ سخنِ بے مثال ہے جس کے مقابلے میں ہر سخن بے مایہ محسوس ہوتا ہے، اور وہ بیاں ہے جس کی حقیقت کو بیان کرنا خود بیان کی دسترس سے باہر ہے۔

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسولُ اللہ ﷺ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزّت رسولُ اللہ ﷺ کی

رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ نہایت بلند ہے، اور روزِ قیامت آپ ﷺ کی عظمت و شان پوری طرح ظاہر ہو گی۔

لاوَربِّ العَرش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسولُ اللہ ﷺ کی

عرش کے رب کی قسم! جس شخص کو جو نعمت ملی، وہ رسولِ اکرم ﷺ کے وسیلے اور صدقے سے ملی؛ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں رسولُ اللہ ﷺ کی نسبت سے تقسیم ہوتی ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو
آبِ زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

اے حاجیو! آؤ، شہنشاہِ مدینہ ﷺ کا روضۂ اقدس دیکھو۔ کعبہ تو دیکھ چکے، اب کعبے کے کعبہ کی زیارت کرو۔ آبِ زم زم پی کر اپنی پیاس خوب بجھا چکے، اب آؤ اور محبت و کرم کے اس دریا کو بھی دیکھو۔

—حدائقِ بخشش

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

سلامِ رضا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور سلام اردو نعتیہ ادب میں محبتِ رسول ﷺ، تعظیم، شوق اور سلام کے حسین امتزاج کی مثال ہے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود

گُلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

ترجمہ: نبوت کے آسمان کے روشن سورج، یعنی رسولِ اکرم ﷺ پر درود ہو، اور رسالت کے باغ کے پھول، یعنی حضور نبیِ کریم ﷺ پر لاکھوں سلام ہوں۔

شہریارِ اِرم، تاجدارِ حرم

نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

ترجمہ: اے اِرَم کے بادشاہ اور حرم کے تاجدار ﷺ! آپ پر لاکھوں سلام ہوں؛ آپ جو شفاعت کی تازہ بہار ہیں، آپ پر لاکھوں سلام ہوں۔

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

ترجمہ: شبِ اسریٰ کے دولہا، یعنی حضور نبیِ کریم ﷺ پر ہمیشہ درود ہو؛ اور جنت کی بزم کے دولہا پر لاکھوں سلام ہوں۔

عرش کی زیب وزینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب ونزہت پہ لاکھوں سلام

ترجمہ: عرش کی زینت و آرائش، یعنی حضورِ اکرم ﷺ پر عرش کی جانب سے درود ہو، اور فرش کی پاکیزگی وطہارت، یعنی حضورِ اکرم ﷺ پر زمین کی جانب سے لاکھوں سلام ہوں

—حدائقِ بخشش

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ ذوق

اسی سلسلۂ عشق وعقیدت میں شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی نہایت نمایاں ہے۔ اقبال کا کلام محض فلسفۂ خودی، بیداریِ ملت اور احیائے فکر تک محدود نہیں؛ اس کے باطن میں عشقِ رسولِ اکرم ﷺ ایک ایسی مرکزی روح کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر اقبال کے فکری جہان کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔

کی محمد ﷺ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

—جوابِ شکوہ، بانگِ درا

قُوّتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

—جوابِ شکوہ، بانگِ درا

وہ دانائے سُبُل، ختمُ الرُّسُل، مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

—«ذوق وشوق»، بالِ جبریل

ترجمہ: وہ ﷺ راہوں کے سب سے دانا رہبر، رسولوں کے خاتم اور سب کے آقا ہیں، جن کی نسبت نے راہ کی خاک کو بھی وادیِ سینا کی نورانیت عطا کر دی۔

شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

—ارمغانِ حجاز

ترجمہ: میں ایک رات اللہ تعالیٰ کے حضور زار زار رویا اور عرض کیا: مسلمان کیوں ذلیل و خوار ہیں؟ ندا آئی: کیا تم نہیں جانتے کہ اس قوم کے پاس دل تو ہے، مگر کوئی محبوب نہیں۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں، ورنہ

زدیوبند حُسین احمد! ایں چہ بوالعجبی است

سرود بر سرِ منبر کہ ملّت از وطن است

چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی ﷺ است

بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

ترجمہ:

عجم ابھی دین کے رموز سے پوری طرح واقف نہیں، ورنہ دیوبند کے حسین احمد! یہ کیسی عجیب بات ہے۔

وہ منبر پر یہ کہتے ہیں کہ ملت کی بنیاد وطن ہے؛ وہ مقامِ محمدِ عربی ﷺ سے کس قدر بے خبر ہیں۔

اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ تک پہنچادو، کیونکہ دین سراسر انہی سے وابستہ ہے؛ اگر تم ان تک نہ پہنچے تو تمہاری ساری جدوجہد ابولہبی کے سوا کچھ نہیں۔

ماخذ: ارمغانِ حجاز، فارسی کلام

از رسالت در جہاں تکوینِ ما

از رسالت دینِ ما آئینِ ما

—رموزِ بیخودی

ترجمہ: ہماری اجتماعی زندگی کی تشکیل رسالت ہی سے ہوئی، اور ہمارا دین و دستور بھی رسالتِ محمدی ﷺ ہی سے وابستہ ہے۔



حصہ دوم

فضیلتِ درودِ شریف، اقوال وواقعات، اور بارہ منتخب درود شریف

فضیلتِ درودِ شریف اور اس کا مقام



درودِ شریف وہ ذکرِ پُرنور اور وردِ بابرکت ہے جس کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا تعلق براہِ راست سرورِ کونین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ہے۔ قرآنِ کریم نے درود و سلام کو ایک ایسا شرفِ خاص عطا فرمایا ہے جو اس کے مقام و مرتبہ کو بے مثال بنا دیتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(سورۃ الاحزاب:۵۶)

ترجمہ: «بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیِ کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔»

یہ آیتِ کریمہ درودِ مصطفیٰ ﷺ کے مقام کی سب سے روشن دلیل ہے۔ غور کیجیے کہ قرآنِ مجید نے پہلے اللہ تعالیٰ کی صلاۃ، پھر ملائکہ کی صلاۃ اور اس کے بعد اہلِ ایمان کو صلاۃ و سلام کا حکم بیان فرمایا۔ یوں درودِ شریف محض ایک مستحب ذکر کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ وہ اظہارِ محبت، تعظیمِ رسالت اور نسبتِ مصطفوی ﷺ کی تجدید کا ایک عظیم ذریعہ بن جاتا ہے۔

تجلّیِ حق کا سہرا سر پر، صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور

دورویہ قدسی پَرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

—اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (قصیدۂ معراجیہ)

درود پڑھنے والا دراصل اپنے دل کو اس مبارک نسبت سے وابستہ کرتا ہے جس کا مرکز رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ زبان پر نامِ محمد ﷺ آتا ہے تو دل ادب سے جھک جاتا ہے، روح محبت سے معمور ہوتی ہے اور انسان اپنے آپ کو اس مقدس نسبت کے سامنے حاضر پاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہلِ محبت کے نزدیک درود محض الفاظ کا ورد نہیں بلکہ ذکرِ محبوب ہے؛ ایسا ذکر جس میں محبت بھی ہے، تعظیم بھی، ادب بھی، امیدِ شفاعت بھی اور رحمتِ الٰہی کی طلب بھی۔

احادیثِ مبارکہ میں فضیلتِ درود

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دعا کی، مگر اس نے نہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور نہ نبیِ کریم ﷺ پر درود بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے متوجہ فرمایا: «اس نے جلدی کی۔» پھر آپ ﷺ نے دعا کا طریقہ بیان فرمایا کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر نبیِ کریم ﷺ پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

(سنن ابی داؤد، حدیث: ۱۴۸۱؛ جامع ترمذی، حدیث: ۳۴۷۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے۔»

(سنن نسائی، حدیث:۱۲۹۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا

«الصَّلَاةُ عَلَيَّ نُورٌ عَلَى الصِّرَاطِ»

ترجمہ: «مجھ پر درود بھیجنا صراط پر نور ہے۔»

(ماخذ: الفردوس بماثور الخطاب، دیلمی)

روایت میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«جس شخص نے قرآنِ کریم پڑھا، اپنے ربِّ کریم کی حمد و ثنا بیان کی اور مجھ پر درودِ پاک پڑھا، تو اس نے خیر کو اس کے مقامات سے تلاش کر لیا۔»

(القول البدیع)

درود کے بغیر دعا کا عمل رک جانا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے، جب تک نبیِ کریم ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے۔

(جامع ترمذی، حدیث:۴۸۶)

درودِ پاک کی چند مزید برکتیں

درود پڑھنے سے رحمت و بھلائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا

«مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا»

ترجمہ: «جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔»

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، حدیث:۴۰۸)

درود پڑھنے سے جنت کا راستہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا

«مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، خَطِئَ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ»

ترجمہ: جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ خطا کر گیا۔

(سنن ابن ماجہ: ۹۰۸؛ طبرانی، المعجم الکبیر: ۲۸۸۷؛ بیہقی، شعب الایمان — سند پر محدثین کا کلام ہے، فضائل میں مقبول)



صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین کے اقوال



۱۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

«جب جمعہ کا دن آئے تو رسولِ اکرم ﷺ پر ہزار مرتبہ درودِ پاک پڑھنا ہرگز ترک نہ کرنا۔»

(القول البدیع، امام سخاوی)

۲۔ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

درود پڑھنا، درود پڑھنے والے کو، اور اس کی اولاد کو، اور اس کی اولاد کی اولاد کو رنگ دیتا ہے۔

(القول البدیع)

۳۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

آپ نے فرمان جاری کیا کہ جمعہ کے دن علم کی اشاعت کرو اور نبیِ کریم ﷺ پر درود کی کثرت کرو۔

(القول البدیع)



۴۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ عالی شان

آپ نے فرمایا کہ جمعرات کا دن آتا ہے تو عصر کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے زمین پر بھیجتا ہے۔ ان کے پاس چاندی کے ورق اور سونے کے قلم ہوتے ہیں۔ جمعرات کی عصر سے لے کر جمعہ کے دن غروبِ آفتاب تک زمین پر رہتے ہیں اور وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے والوں کا درود لکھتے ہیں۔

(القول البدیع)

۵۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر وحی

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا: اے میرے پیارے کلیم! اگر دنیا میں میری عبادت کرنے والے نہ ہوتے تو میں بارش کا ایک قطرہ بھی آسمان سے نازل نہ کرتا اور نہ ہی زمین سے ایک دانہ تک پیدا ہوتا؛ اور بھی بہت سی چیزیں ذکر فرمائیں۔ یہاں تک کہ فرمایا: اے میرے پیارے نبی! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میرا قرب آپ کو نصیب ہو، جیسے کہ آپ کے کلام کو آپ کی زبان کے ساتھ قرب ہے، اور جیسے آپ کے دل کے خطرات کو آپ کے دل کے ساتھ قرب ہے، اور جیسے آپ کی جان کو آپ کے جسم کے ساتھ قرب ہے، اور جیسے آپ کی نظر کو آپ کی آنکھ کے ساتھ قرب ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ! میں ایسا قرب چاہتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر آپ چاہتے ہیں تو میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک کی کثرت کریں۔

(القول البدیع)

٦۔ایک اور روایت

«مسالک الحفا» (امام سیوطی) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ قیامت کے دن کی پیاس سے بچے رہیں؟ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا: ہاں یا اللہ! ارشادِ باری ہوا: اے پیارے کلیم! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک کی کثرت کر۔

(القول البدیع)

درودِ شریف سے متعلق واقعات



درودِ پاک کے ذریعے قبر میں نجات

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میرا ایک پڑوسی انتقال کر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا: «تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟»

اس نے جواب دیا: «حضرت! آپ کیا پوچھتے ہیں؟ بڑے بڑے خوفناک منظر میرے سامنے آئے۔ منکر و نکیر کے سوال و جواب کا وقت تو مجھ پر بڑا ہی خطرناک اور دشوار ہوا، حتیٰ کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرا ایمان پر خاتمہ ہوا ہے یا نہیں۔

اچانک مجھ سے کہا گیا کہ دنیا میں تیری زبان بیکار رہی، اسی وجہ سے تجھ پر یہ مصیبت آئی ہے۔ پھر جب عذاب کے فرشتوں نے مجھے مارنے کا قصد کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اور ان فرشتوں کے درمیان ایک نوری انسان حائل ہو گیا، جو نہایت حسین و جمیل تھا اور اس کے جسمِ پاک سے خوشبو مہک رہی تھی۔

منکر و نکیر کے سوالات کے جوابات وہ مجھے پڑھاتا گیا اور میں فرشتوں کو جواب دیتا گیا، یہاں تک کہ میں کامیاب ہو گیا۔ پھر میں نے اس نوری انسان سے پوچھا: «آپ کون ہیں؟»



انہوں نے جواب دیا: ‹میں تیرا وہ درودِ پاک ہوں جو تو نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ پر پڑھا۔ اب تو فکر نہ کر، میں تیرے ساتھ ہی رہوں گا؛ قبر میں، حشر میں، پلِ صراط پر، میزان پر اور ہر مشکل مقام پر تیرے ساتھ رہوں گا اور تیرا مددگار رہوں گا۔›»

(القول البدیع، امام سخاوی)

درودِ پاک نے قبر میں ساتھ دیا

حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی، صاحبِ دلائل الخیرات، قدس سرہٗ کے وصال کے ۷۷ سال بعد آپ کو قبرِ مبارک سے نکالا گیا اور افوغال (علاقۂ سوس) سے مراکش منتقل کیا گیا۔

جب آپ کا جسدِ مبارک نکالا گیا تو دیکھا کہ آپ کا کفن بھی بوسیدہ نہیں ہوا تھا اور آپ صحیح وسلامت تھے، جیسے کہ آج ہی لیٹے ہوں۔ نہ تو زمین نے آپ کو چھیڑا تھا اور نہ آپ کی کوئی حالت بدلی تھی۔

بلکہ جب آپ کا وصال ہوا تھا تو آپ نے تازہ تازہ خضاب لگوایا تھا، اور ۷۷ سال بعد جب آپ کا جسدِ مبارک نکالا گیا تو ایسا تھا جیسے آج ہی خضاب لگایا ہو۔

بلکہ کسی نے بطورِ آزمائش آپ کے رخسارِ مبارک پر انگلی رکھ کر دبایا، اور انگلی اٹھائی تو اس جگہ سے خون رواں ہو گیا اور وہ جگہ سفید پڑ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ جگہ پھر سُرخ ہو گئی، جیسا کہ زندوں کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔

اور یہ ساری کی ساری بہاریں درودِ شریف ہی کی برکت سے ہیں۔

(نیل الابتہاج، احمد بابا التنبکتی؛ ممتع الأسماع، محمد المہدی الفاسی)

درودِ پاک اور قرض کی معافی

ایک صالح شخص پر تین ہزار دینار قرض تھا۔ معاملہ قاضی کے پاس پہنچا اور وہ سخت پریشان تھا۔ اس کے بعد اس نے درود و دعا کی طرف توجہ کی۔ منقول روایت کے مطابق، ایک خواب کے ذریعے اسے (عباسی) وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس جانے کی رہنمائی ہوئی، جس نے اسے قرض کی ادائیگی کے لیے رقم عطا کی۔

جب وہ قرض ادا کرنے قاضی کے پاس پہنچا اور پورا واقعہ سنایا تو قاضی نے کہا کہ قرض کی ادائیگی کا ثواب صرف وزیر کیوں حاصل کرے، چنانچہ اس نے اپنی طرف سے قرض ادا کرنے کی پیش کش کی۔ پھر قرض خواہ نے بھی یہ واقعہ سن کر اس مقروض شخص کا سارا قرض معاف کر دیا۔

(القول البدیع)

درودِ پاک اور کنویں کا پانی

منقول ہے کہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہٗ ایک مرتبہ وضو کے لیے کنویں پر تشریف لے گئے، مگر کنویں سے پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ موجود نہ تھا۔

اسی اثنا میں ایک چھوٹی بچی وہاں آئی۔ اس نے حضرت شیخ جزولی قدس سرہٗ کو پریشان دیکھا تو کنویں کے پانی میں اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی اس قدر بلند ہوا کہ کنویں سے باہر آنے لگا۔ حضرت شیخ جزولی قدس سرہٗ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور اس بچی سے دریافت فرمایا:

« تمہیں یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ »

اس نے جواب دیا:

« کثرت سے درودِ پاک پڑھنے کی برکت سے »

یہ سن کر حضرت شیخ جزولی قدس سرہٗ کے دل میں درود وسلام کے انوار کو جمع کرنے کا جذبہ مزید بیدار ہوا، اور منقول ہے کہ اسی واقعے کے پس منظر میں آپ نے اپنی مشہور کتاب « دلائل الخیرات » مرتب فرمائی۔

(ممتع الأسماع، محمد المهدی الفاسی)

درودِ پاک کی برکت سے والد کا چہرہ روشن ہو گیا

منقول ہے کہ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں ایک شخص میری ہمراہی میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہر وقت درودِ پاک پڑھتا رہتا تھا۔ وہ کھڑا ہوتا تو درود پڑھتا، بیٹھتا تو درود پڑھتا، چلتا تو درود پڑھتا اور جہاں جاتا، اس کی زبان پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام جاری رہتا۔

میں نے اس سے پوچھا: « اے بھائی! تم ہر وقت درودِ پاک ہی کیوں پڑھتے رہتے ہو؟ »

اس نے جواب دیا: « میں تمہیں اس کا سبب بتاتا ہوں۔ »

پھر اس نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا:

« کئی سال پہلے میں اپنے والد کے ساتھ حج کے سفر پر نکلا۔ ہم سفر کرتے ہوئے ایک مقام پر ٹھہرے۔ رات کو میں سو گیا۔ ابھی نیند ہی میں تھا کہ کسی نے مجھے آواز دی:

‹اٹھو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو وفات دے دی ہے اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔›

میں گھبرا کر اٹھا۔ فوراً اپنے والد کے پاس گیا اور ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ جب میں نے ان کا چہرہ دیکھا تو واقعی وہ سیاہ ہو چکا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر میرے دل پر بہت صدمہ گزرا۔ میں سخت پریشان اور غمگین ہو گیا۔

میں اسی غم کی حالت میں بیٹھا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے والد کے پاس چار سیاہ فام اشخاص کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں لوہے کے ڈنڈے ہیں۔ وہ میرے والد کے سر، پاؤں اور دونوں جانب کھڑے تھے۔

اتنے میں ایک نہایت خوب صورت شخص نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ بہت روشن تھا اور وہ دو سبز چادروں کے درمیان چلتا ہوا میرے والد کے قریب آیا۔

اس نے ان لوگوں سے فرمایا: ‹پیچھے ہٹ جاؤ!›

پھر اس نے میرے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اپنے ہاتھ سے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

اچانک میرے والد کا سیاہ چہرہ سفید ہو گیا اور ان کا چہرہ چاند کی مانند روشن ہو گیا۔

اس شخص نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: ‹اٹھو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کا چہرہ روشن فرما دیا ہے۔›

میں نے عرض کیا: ‹میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کون ہیں؟›

انہوں نے فرمایا: ‹میں محمد ﷺ ہوں۔›

میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو واقعی ان کا چہرہ سفید اور روشن ہو چکا تھا۔

میں نے اپنے والد کو غسل و کفن دیا اور انہیں دفن کر دیا۔

اس واقعے کے بعد میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ میں کسی حال میں بھی رسولِ اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا ترک نہیں کروں گا۔ »

(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ، امام سخاوی)

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعۂ شفا

حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شدید فالج کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اس بیماری کی وجہ سے ان کا جسم مفلوج ہو گیا اور وہ چلنے پھرنے سے عاجز ہو گئے۔ انہوں نے رسولِ اکرم ﷺ کی مدح میں اپنا مشہور "قصیدۂ بردہ" لکھا۔

منقول ہے کہ ایک رات انہیں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قصیدہ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے جسم پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اپنی مبارک چادر ان کے جسم پر ڈال دی۔

جب امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ صبح بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری سے شفا عطا فرما دی تھی اور وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تھے۔

اسی نسبت سے یہ قصیدہ « قصیدۂ بردہ » یعنی « چادر والا قصیدہ » کے نام سے مشہور ہوا۔

(کشف الظنون، حاجی خلیفہ)

بزرگانِ دین کے ارشادات کی روشنی میں درود شریف کے انوار و برکات

۱۔ حضرت سیدنا ابو الحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر، آپ ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجنا تمام عبادات اور طاعات کی قبولیت کی اصل اور بنیاد ہے۔ جو شخص اپنی عبادت میں درود و سلام کو شامل نہیں کرتا، اس کی عبادت بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر پاتی۔

(کشف المحجوب، باب طہارت اور نماز کا بیان)

آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

سالک اور طالبِ حق کو چاہیے کہ اپنا ظاہر و باطن رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں رکھے اور آپ پر درود و سلام سے آراستہ رہے۔ جب بندہ کثرت سے درود بھیجتا ہے تو اس کا دل ماسوی اللہ کے رنگ سے پاک ہو جاتا ہے اور اسے اتباعِ سنت اور حلاوتِ ایمانی نصیب ہوتی ہے۔

(کشف المحجوب، باب معرفت اور توحید کا بیان)

۲۔ حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابو صالح (المعروف بہ غوثِ اعظم) رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ:

اے انسان! اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل گناہوں کی سیاہی سے پاک ہو جائے اور تجھے بارگاہِ الٰہی میں قرب حاصل ہو تو نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کو اپنا قاعدہ و وظیفہ بنا، کیونکہ یہ ذکر کرنے کے لیے نور اور سالکین کے لیے نجات کا راستہ ہے۔

(فتوح الغیب، مقالہ: فی التوکل والذکر)

۳۔ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ:

اس دورِ ظلمت میں درود شریف کی کثرت سے بڑھ کر دل کی صفائی اور گناہوں کی تاریکیوں کو دور کرنے کا کوئی اور قریب ترین طریقہ نہیں ہے۔ یہ ایسا مبارک عمل ہے جو انسان کو بغیر کسی سخت مشقت کے بارگاہِ الٰہی میں مقبول بنا دیتا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول)

۴۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سید محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ:

جب سالک کو یہ محسوس ہو کہ اس کے دل پر دنیاوی خطرات اور ناپاک خیالات غالب آرہے ہیں، تو اسے چاہیے کہ وہ ذِکر و اذکار کے ساتھ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتا رہے اور درود و سلام کی کثرت کرے، درود شریف دل کے زنگ کو دور کرنے کے لیے صیقل (زنگ دور کرنے والی شے) کا کام کرتا ہے۔

(الرسالۃ القدسیہ، قُدسِ اوّل (دربیانِ اَوراد و اذکارِ حضرت خواجہ)، ص ۴۵، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور، (مؤلف: حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ - خلیفۂ اعظم خواجہ نقشبند)

۵۔ عارفِ حقانی شَیرِ ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ:

اس زمانے میں جہاں گناہوں کا دور دورہ ہے اور لوگوں کے دل دنیا کی محبت سے زنگ آلود ہو چکے ہیں، درود شریف کی کثرت دلوں کی صفائی کے لیے سب سے بہترین اور آسان علاج ہے۔ جو بندہ روزانہ پابندی سے درود شریف پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو پاکیزہ اور گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔

(سیرتِ شیر ربّانی — بابِ ذکرِ درود شریف — از مولانا محمد دین شرقپوری)

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں کبھی ہر روز پانچ ہزار مرتبہ درود شریف کا ورد کیا کرتا تھا۔

میاں صاحب آخری ایام میں بھی نماز اور درودِ شریف کا اہتمام کرتے اور مریدوں کو تاکید کرتے تھے، آپ کو غشی کے دورے پڑتے۔ ذرا افاقہ ہوتا تو تلاوتِ قرآنِ کریم کرتے اور درودِ شریف کا ورد کرتے رہتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ درود شریف شروع کرنے سے پہلے یہ آیات

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۱۲۸

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۱۲۹

تین بار پڑھنے کے ساتھ سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھتے کبھی کبھی مذکورہ آیات کے ساتھ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیمًا بھی پڑھا کرتے۔

پھر درود شریف شروع کرنے سے پہلے یہ شعر ضرور پڑھا کرتے

کعبۂ دل، قبلۂ جاں، یارسول اللہ ﷺ توئی

سجدۂ مسکیں حسن، ہر لحظہ بادسوئے تو

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! میرے دل کا کعبہ اور میری جان کا قبلہ آپ ہی ہیں؛ اس مسکین حسن کی جبینِ نیاز ہر لمحہ آپ ہی کی طرف جھکی رہے۔

نمازِ عشق ہر دم می گزارم

بہ پیشِ قبلہ، روئے محمد ﷺ

ترجمہ: میں ہر لمحہ عشق کی نماز ادا کرتا ہوں، اس قبلے کے سامنے جو محمد ﷺ کا چہرۂ انور ہے۔

(حدیث دلبراں- مصنف: حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری)

۶۔ حضرت شاہ اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ، المعروف بہ کرماں والی سرکار

فرمایا کرتے تھے کہ درودِ شریف ہی اسمِ اعظم ہے۔

(خزینۂ کرم ــــ مصنف: نور احمد مقبول)

۷۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں فنا، حضرت مولانا مفتی محمد امین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آبادی

آپ آبِ کوثر کے مصنف ہیں، آپ کی یہ کتاب بارگاہِ رسالت ﷺ میں بہت مقبول ہوئی۔

فقیر کو ان کی زیارت کا شرف ۲۰۱۲ء میں آخری بار حاصل ہوا۔ اس وقت، باوجودِ علالت، آپ فقیر سے ملاقات کے لیے خود باہر تشریف لائے، فقیر کو اپنے پاس بٹھایا اور فرمانے لگے:

"مضافاتِ لاہور میں ہماری ایک زمین تھی۔ میں وہاں کھیتی باڑی کیا کرتا تھا اور ساتھ درود شریف پڑھتا رہتا تھا، اور میرے سارے کام خود بخود ہوتے رہتے تھے"

سبحان اللہ! درودِ پاک کی یہ کیسی برکت تھی کہ دنیاوی مشاغل میں مصروف رہتے ہوئے بھی زبان درود شریف سے تر رہتی تھی۔

۸۔ میرے شیخِ محترم، فنافی اللہ فنافی الرسول ﷺ حضور قبلہ میاں خلیل احمد صاحب نقشبندی مجددی، شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر کام اور ہر مشکل کے لیے درودِ شریف پڑھیں، اور درودِ شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیئیں۔

آپ اپنے تمام مریدوں کو درودِ خضری ایک خاص تعداد میں پڑھنے کا حکم فرماتے

درودِ پاک کا ورد اور زیارتِ نبیِ اکرم ﷺ

فخر شیر ربانی حضرت میاں خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہیں بیداری کی حالت میں ایک سو پچاس (۱۵۰) مرتبہ حضور نبیِ اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، جبکہ خواب میں یہ سعادت اتنی بار نصیب ہوئی کہ اس کا شمار ممکن نہیں۔

اسی سلسلے میں جناب شرافت حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص فخر شیر ربانی حضرت میاں خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

«عشاء دی نماز توں بعد درودِ پاک پنج سو واری پڑھ کے سوں جایا کر۔»

(یعنی عشاء کی نماز کے بعد یہ درودِ پاک پانچ سو مرتبہ پڑھ کر سو جایا کرو۔)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ (درودِ خضری)

وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے حضرت محمد ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

«بیلیا! ایہ گل دسی دی نہیں ہندی۔»

(یعنی: اے دوست! یہ بات بتائی نہیں جاتی۔)

بارہ منتخب درود شریف



یہ بارہ درودِ شریف اس فقیر کے معمول میں رہے ہیں۔ درودِ شریف کوئی سا بھی پڑھا جائے، اس کی خیر و برکت بے شمار ہے، لیکن یہ بارہ درودِ شریف اپنے اندر کثیر خیر و برکت رکھتے ہیں۔ انسان کی تکالیف و پریشانیاں ہوں، بیماریوں سے شفا کی طلب ہو، اولاد کے لیے خیر و برکت مقصود ہو، گھر کی حفاظت درکار ہو یا پوری اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لیے خیر و عافیت کی دعا ہو— یہ بارہ درودِ شریف اپنے ورد میں رکھنا باعثِ خیر و برکت ہے۔

ان بارہ درودِ شریف کو اس طرح پڑھا جائے کہ فجر کے بعد بارہ مرتبہ اور عصر کے بعد بھی بارہ مرتبہ پڑھیں۔ یعنی ہر درودِ شریف ایک مرتبہ فجر کے بعد اور ایک مرتبہ عصر کے بعد ادا کیا جائے۔

اس طرح ہر درودِ شریف کو ایک ایک مرتبہ پڑھنے سے انسان کی چوبیس ساعتیں خیر و برکت سے بھرپور ہو جاتی ہیں۔ پس یہ بارہ درودِ شریف صبح و شام اپنے معمول میں رکھنا ایک بابرکت عمل ہے، جو انسان کی زندگی، اہل و عیال، اُمتِ محمدیہ ﷺ، دنیا اور آخرت—سب کے لیے خیر و برکت کا سبب بنتا ہے۔

درودِ خضری

درودِ خضری کی نسبت بعض بزرگانِ دین کے معمولات کی طرف کی جاتی ہے، اور اسے اسی روحانی روایت کے ذریعے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے مضمون میں محبتِ رسول ﷺ اور خیر کی طلب نمایاں

ہے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس درودِ پاک کو کثرت سے پڑھا کرتے اور اپنے مریدین کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔

اس درودِ پاک کے فوائد بے پناہ ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس درود کو پڑھنے والا حضور ﷺ کا محبوب غلام بن جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت سیدنا محمد ﷺ، آپ ﷺ کی آل اور صحابۂ کرام پر رحمت نازل فرمائے اور سلامتی عطا فرمائے۔

درودِ غوثیہ

درودِ غوثیہ کی نسبت صوفیانہ روایت اور خصوصاً قادری معمولات کی طرف کی جاتی ہے۔ اس میں محبتِ رسول ﷺ اور روحانی وابستگی کا رنگ نمایاں ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اے اللہ! ہمارے سردار اور مولا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جو سخاوت اور کرم کے سرچشمہ ہیں، اور آپ ﷺ کی آل اور اصحاب پر بھی رحمت نازل فرما، برکت عطا فرما اور سلامتی نازل فرما۔

درودِ تنجینا

درودِ تنجینا کا مرکزی مفہوم نجات ہے؛ اسی لیے اس میں اللہ تعالیٰ سے آفات اور مشکلات سے نجات کی دعا کی جاتی ہے۔ اسے مشکل حالات میں امید اور توکل کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ، وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجٰتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرٰتِ فِي الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ، وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ، وَيَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ، وَيَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ، وَيَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ، وَيَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ، اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ، يَا اِلٰهِيْ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما جس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوف، مصیبتوں اور آفتوں سے نجات عطا فرمائے، ہماری تمام حاجتیں پوری فرمائے، ہماری تمام برائیوں اور گناہوں سے پاکیزگی عطا فرمائے، اور اپنے ہاں ہمارے درجات بلند فرمائے۔

اور اس رحمت کے ذریعے ہمیں زندگی اور وفات کے بعد ہر قسم کی بھلائی کی بلند ترین منزلوں تک پہنچا دے۔ بے شک تو دعاؤں کو قبول فرمانے والا، درجات بلند کرنے والا، حاجتیں پوری کرنے والا، مشکلات میں کافی ہونے والا، بلاؤں کو دور کرنے والا اور پریشانیوں کو حل فرمانے والا ہے۔

اے اللہ! میری مدد فرما، میری مدد فرما، میری مدد فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

درودِ محمدی

درودِ محمدی حضور نبی کریم ﷺ کے اسمِ مبارک سے براہِ راست منسوب ہے۔ اس کی بنیادی خصوصیت محبت وعقیدت کے ساتھ اسمِ محمد ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَآئِقِ صَلٰوةً دَآئِمَةً بِدَوَامِ خَلْقِ اللّٰهِ

اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر، جو تیرے بندے، تیرے رسول اور اُمّی نبی ہیں، ساری مخلوق کی سانسوں کی تعداد کے برابر ایسی دائمی رحمت نازل فرما جو اللہ کی مخلوق کے قائم رہنے تک قائم رہے۔

درودِ نوری

درودِ نوری میں نور کا مفہوم مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے الفاظ دل کی روحانی روشنی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی کیفیت کو نمایاں کرتے ہیں۔

يَا نُوْرُ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ وَسَيِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْمُنَوَّرِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِهَا سِرِّيْ وَسَرِيْرَتِيْ وَبَصَرِيْ وَبَصِيْرَتِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَعِيَالِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اے نور! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جو تمام نوروں کے نور، رازوں کے راز، نیک لوگوں کے سردار ہیں، اور آپ ﷺ کی آل اور منوّر صحابہ پر بھی۔ اور ان پر برکت اور سلامتی نازل فرما۔

اے اللہ! قیامت کے دن تک میرے باطن، میری نیت و اندرونی کیفیت، میری نگاہ، میری بصیرت، میری دنیا، میرے اہلِ خانہ اور میرے گھر والوں کو (اس درود کے ذریعے) نور سے منور فرما۔

درودِ شاذلی

درودِ شاذلی صوفیانہ روایت میں معروف ہے اور اس کی نسبت سلسلۂ شاذلیہ کی طرف کی جاتی ہے۔ اس میں درود و سلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور محبت کا رنگ نمایاں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ وَالْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جو نورِ ذاتی ہیں اور تمام آثار، اسماء و صفات میں جاری و ساری ہیں، اور آپ ﷺ کی آل اور صحابۂ کرام پر بھی رحمت و سلامتی نازل فرما۔

درودِ الکوثر

درودِ الکوثر کی نسبت حوضِ کوثر سے نمایاں ہوتی ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی خصوصی نعمتوں میں سے ہے۔ اسی مناسبت سے یہ درود محبتِ رسول ﷺ اور آخرت کی امید کے جذبات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی النَّبِیِّیْنَ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْمُرْسَلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اوّلین میں درود بھیج، اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر آخرین میں درود بھیج، اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر نبیوں میں درود بھیج، اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر مرسلین میں درود بھیج، اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر ملاءِ اعلیٰ میں قیامت کے دن تک درود نازل فرما۔

درودِ قلبی

درودِ قلبی کا مرکزی مفہوم دل کی اصلاح، محبتِ رسول ﷺ اور روحانی وابستگی سے متعلق ہے۔ اسی نسبت سے اسے قلبی کیفیت کی بہتری کے لیے پڑھا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمُرْشِدِنَا وَرَاحَةِ قُلُوْبِنَا وَطَبِیْبِ ظَاھِرِنَا وَبَاطِنِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَھْلِ بَیْتِهٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِهٖ وَاَھْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

یا الٰہی! شفیع المذنبین، ہمارے سید اور ہمارے مولا اور ہمارے مرشد اور ہمارے دلوں کی راحت اور ہمارے ظاہر اور باطن کے طبیب حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر اور ان کے صحابہ پر اور ان کی ازواج پر اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت پر اور اولیائے امت پر اور تمام اہلِ اطاعت پر یومِ قیامت تک رحمت نازل فرما۔

درودِ شفاء

درودِ شفاء میں شفا اور عافیت کے مفہوم کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اسے بیماری اور تکلیف کے وقت دعا اور امید کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَآئِھَا، وَعَافِیَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَآئِھَا، وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَآئِھَا، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جو دلوں کے طبیب اور ان کی دوا ہیں، جسموں کے لیے عافیت اور شفا ہیں، اور آنکھوں کے لیے نور اور روشنی ہیں۔ اور آپ ﷺ کی آل اور صحابۂ کرام پر بھی رحمت و سلامتی نازل فرما۔

درودِ حفاظت

یہ درود اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت کی طلب کے مفہوم پر مشتمل ہے۔ ذکر وعبادت کے دوران اللہ کی حفاظت طلب کرنے کے لیے اسے پڑھا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ، وَجَرٰی بِهٖ قَلَمُكَ، وَسَبَقَتْ بِهٖ مَشِیْئَتُكَ، وَصَلَّتْ عَلَیْهِ مَلٰٓئِكَتُكَ، صَلٰوةً دَآئِمَةً بِدَوَامِكَ، بَاقِیَةً بِفَضْلِكَ وَاِحْسَانِكَ، اِلٰٓی اَبَدِ الْاٰبَدِ اَبَدًا، لَّا نِهَایَةَ لِاَبَدِیَّتِهٖ، وَلَا فَنَآءَ لِدَیْمُوْمِیَّتِهٖ۔

اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی آل پر اتنی رحمت نازل فرما جتنی چیزوں کا تیرے علم نے احاطہ کیا ہے، جتنی تیرے قلم نے لکھ دی ہیں، جتنی تیری مشیت میں پہلے سے طے ہو چکی ہیں، اور جتنا تیرے فرشتوں نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے؛ ایسی رحمت جو تیرے دوام کے ساتھ ہمیشہ قائم رہے اور تیرے فضل و احسان سے ابد الآباد تک باقی رہے؛ ایسا درود جس کی ابدیت کی کوئی انتہا نہیں، اور جس کے دوام کو کوئی فنا نہیں۔

درودِ مستجاب الدعوات

اس درود کے نام ہی سے اس کی نسبت دعا اور قبولیتِ دعا کے مفہوم کی طرف نمایاں ہوتی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اور امید کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ اُمّی، کریم نبی ﷺ پر، اور آپ ﷺ کی آل اور صحابۂ کرام پر رحمت نازل فرمائے اور سلامتی عطا فرمائے۔

درودِ تاج

درودِ تاج اپنے جامع اور پُر شکوہ القابات کی وجہ سے معروف ہے، جن میں حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان کا بیان ملتا ہے۔ یہ اہلِ محبت اور بعض سلاسل کے معمولات میں بھی منقول ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ ط
وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ
اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَيِّدِ
الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ
وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى
كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ
صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ

وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السّٰلِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے اللہ! ہمارے سردار اور مولا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جو تاج، معراج، براق اور علم کے صاحب ہیں؛ جو بلا، وبا، قحط، بیماری اور درد کو دور کرنے والے ہیں۔ جن کا نام لوح و قلم میں لکھا ہوا، بلند، مقبول اور نقش کیا ہوا ہے۔

جو عرب و عجم کے سردار ہیں۔ جن کا مقدس، معطر، پاکیزہ اور نورانی جسم بیت اللہ اور حرم میں ہے۔ جو چاشت کے سورج، تاریکی کی رات کے چاند، بلندی کے سردار، ہدایت کے نور، مخلوق کے لیے پناہ، اور

تاریکیوں کے چراغ ہیں۔ جو بہترین اخلاق و اوصاف کے مالک، امتوں کے شفیع، سخاوت اور کرم کے پیکر ہیں۔

اور اللہ ان کا محافظ ہے، جبرئیل علیہ السلام ان کی خدمت پر مامور ہیں، براق ان کی سواری ہے، معراج ان کا سفر ہے، سدرۃ المنتہیٰ ان کا مقام ہے، قابَ قوسین ان کی منزلِ مقصود ہے۔ جو مطلوب ہے وہ ان کا مقصد ہے، اور جس کا قصد کیا گیا وہ موجود ہے۔

وہ تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں کے خاتم، گناہ گاروں کے شفیع، اجنبیوں کے مونس، تمام جہانوں کے لیے رحمت، عاشقوں کے لیے راحت، مشتاقوں کی مراد، عارفوں کے لیے سورج، راہِ سلوک اختیار کرنے والوں کے چراغ اور مقرب بندوں کے لیے نور ہیں۔

وہ فقراء، غرباء اور مساکین سے محبت کرنے والے ہیں۔ دونوں جہانوں کے سردار، دونوں حرموں کے نبی، دونوں قبلوں کے امام، دونوں جہانوں میں ہمارے وسیلہ ہیں، قابَ قوسین کے صاحب، مشرق و مغرب دونوں کے رب کے محبوب، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا، ہمارے مولا اور دونوں جہانوں کے مولا ہیں۔

وہ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ ﷺ ہیں، اللہ کے نور میں سے ایک نور۔

اے وہ لوگو جو آپ ﷺ کے جمال کے نور کے مشتاق ہیں! ان ﷺ پر، ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

ابتدا میں فقیر کا خیال تھا کہ اس کتاب میں صرف بارہ درودِ شریف کا گلدستہ ہی شامل کیا جائے۔ لیکن جیسے جیسے فقیر یہ کتاب لکھتا گیا، دل میں یہ خیال مزید پختہ ہوتا گیا کہ اعلیٰ حضرت کا وہ درودِ پاک بھی اس مجموعے میں شامل کیا جائے جو جمعہ کے دن پڑھا جاتا ہے۔

چنانچہ فقیر نے اسے بھی اس گلدستے میں تیرہویں درودِ شریف کے طور پر شامل کرنے کا ارادہ کیا، تاکہ یہ مبارک مجموعہ مزید جامع ہو جائے۔

درودِ جمعہ

درودِ جمعہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا درود ہے، اور اس کی خیر و برکت بہت زیادہ ہے۔ فقیر کی لوگوں سے التماس ہے کہ اس درود کو جمعہ کے دن ضرور پڑھا جائے۔ اس کی بہت فضیلت اور برکت ہے۔

خصوصاً جمعہ کے دن اسے گھر میں پڑھنے کی اتنی برکت ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ گھر سے نحوستوں کا دور ہونا، بلاؤں کا دور ہونا، گھر کے اندر خیر و برکتوں کا نزول ہونا، اس درود شریف کی برکتوں میں سے ہے۔

اسے اپنا معمول بنائیں کہ جمعہ کے دن اس درود شریف کا اہتمام کریں۔ زیادہ نہیں تو کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور پڑھا جائے۔ اسے باآوازِ بلند پڑھا جائے اور اسے پڑھنے سے پہلے سلام پڑھا کریں۔ درود شریف پڑھنے سے پہلے سلام پیش کرنے سے دل میں محبت و عقیدت کی کیفیت بڑھتی ہے، اور درود شریف کی برکتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

جو شخص خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کا خواہش مند ہو، وہ جمعہ کی رات ۷ مرتبہ یہ درود پڑھ کر سوئے، ان شاء اللہ زیارتِ رسول ﷺ سے مشرف ہو گا۔

شہریارِ اِرَم تاج دارِ حَرَم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اِسرا کے دولہا پہ دائم دُرود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب وزینت پہ عرشی دُرود
فرش کی طیب ونزاہت پہ لاکھوں سلام

نورِ عینِ لطافت پہ اَلطف دُرود
زیب وزینِ نظافت پہ لاکھوں سلام

سرورِ نازِ قِدَم مغزِ رازِ حِکَم
یکّہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

نقطۂ برِّ وحدت پہ یکتا دُرود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلٰوةً دَآئِمَةً مَّقْبُوْلَةً تُؤَدِّيْ بِهَا عَنَّا وَعَنْ اَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ حَقَّهُ الْعَظِيْمَ، وَتَزِيْدُ بِهَا عَلَيْنَا وَعَلٰى اَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ فَضْلَهُ الْعَظِيْمَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَآئِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِقِرَاءَتِهَا وَكِتَابَتِهَا فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ رَحْمَةً وَّرَاحَةً وَّشِفَآءً وَّعَافِيَةً وَّرِزْقًا حَسَنًا وَّخَيْرًا كَثِيْرًا وَّسَلَامًا، وَّارْفَعْ بِقِرَاءَتِهَا وَكِتَابَتِهَا عَنْ هٰذَا الْبَيْتِ وَاَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ كُلَّ بَلَآءٍ وَّوَبَآءٍ وَّفِتْنَةٍ وَّفَسَادٍ وَّفَقْرٍ وَّكُفْرٍ وَّكَافِرٍ وَّكُلَّ شَرٍّ۔

اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُكَ بِهَا عَفْوًا وَّعَافِيَةً، اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَآئِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَكَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ، وَعَلَيْنَا وَعَلٰى اَهْلِ هٰذَا الْبَيْتِ مَعَهُمْ، وَاجْعَلْنَا اَهْلًا لِّذٰلِكَ۔

اَللّٰهُمَّ كُلَّ يَوْمٍ وَّكُلَّ لَيْلَةٍ وَّكُلَّ سَاعَةٍ وَّكُلَّ لَمْحَةٍ صَلٰوةً نَتَوَالٰى وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ۔ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ۔ سَلٰمٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ۔ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

اللہ تعالیٰ نبیِ اُمّی ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر رحمت نازل فرمائے؛ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت وسلامتی نازل فرمائے۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ پر درود وسلام ہو۔

اے اللہ! ایسی دائمی اور مقبول رحمت نازل فرما جس کے ذریعے ہماری اور اس گھر والوں کی طرف سے آپ ﷺ کا عظیم حق ادا ہو، اور اس کے ذریعے ہم پر اور اس گھر والوں پر آپ ﷺ کا عظیم فضل بڑھادے۔

اور مؤمن مردوں، مؤمن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں میں سے جو زندہ ہیں اور جو وفات پاچکے ہیں، سب پر رحمت نازل فرما۔

اے محمد ﷺ کے رب! آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل، صحابہ اور اولیاء پر رحمت نازل فرما، برکت عطا فرما اور سلامتی نازل فرما۔

اے اللہ! اس درود کی قراءت اور کتابت کے سبب اس گھر میں رحمت، راحت، شفا، عافیت، پاکیزہ رزق، بہت سی بھلائی اور سلامتی عطا فرما۔

اور اس کی قراءت اور کتابت کے ذریعے اس گھر اور اس گھر والوں سے ہر بلا، وبا، فتنہ، فساد، فقر، کفر، کافر اور ہر قسم کا شر دور فرما۔

اے اللہ! ہم اس درود کے وسیلے سے تجھ سے عفو اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ بے شک تو نے فرمایا، اور تیرا فرمان حق ہے: «میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔»

اے محمد ﷺ کے رب! آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل، صحابہ اور اولیاء پر رحمت، برکت اور سلامتی نازل فرما، جیسا کہ آپ ﷺ اس کے اہل ہیں، اور جیسا تو آپ ﷺ کے لیے پسند فرماتا اور راضی ہوتا ہے؛ اور ان کے ساتھ ہم پر اور اس گھر والوں پر بھی (رحمت، برکت اور سلامتی نازل فرما)، اور ہمیں اس کا اہل بنادے۔

اے اللہ! ہر دن، ہر رات، ہر ساعت اور ہر لمحہ ایسی رحمت نازل فرما جو پے در پے جاری رہے اور ہمیشہ قائم رہے، اُس حقیقی بادشاہ کی بقا کے ساتھ جو ہمیشہ زندہ اور سب کو قائم رکھنے والا ہے۔

اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔

اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اے میرے رب! میں اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کی۔

سلام ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ سلام ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام پر۔ سلام ہو آلِ یاسین پر۔ سلام ہو حضرت نوح علیہ السلام پر تمام جہانوں میں۔ اور سلام ہو تمام رسولوں پر۔

مہربان رب کی طرف سے فرمایا ہوا اسلام۔ سلامتی ہے، طلوعِ فجر تک

اختتامی دعا

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(سورۃ الصّٰفّٰت: ۱۸۰ تا ۱۸۲)

یاالٰہی تو کریمی و رسولِ تو کریم
واہ چہ خوبست کہ آئیم میانِ دو کریم

ترجمہ: اے اللہ! تو کریم ہے اور تیرے رسول ﷺ بھی کریم ہیں؛ کیا ہی خوب ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان آ پہنچے ہیں۔

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما
کہ ہستم اسیر کمندِ ہوا

ترجمہ: اے کریم! ہمارے حال پر کرم فرما کر بخش دے، کہ میں خواہشِ نفس کے پھندے میں گرفتار ہوں۔

نگہدار ما از راہِ خطا
خطا در گذار و صوابم نما

ترجمہ: ہمیں غلط راہ سے محفوظ رکھ، میری خطاؤں سے درگزر فرما اور مجھے سیدھا راستہ دکھا۔

اے خاصۂ خاصانِ رسل، وقتِ دعا ہے
اُمّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

ظاہر و باطن ہو برائے خدا
چاہے خدا سے نہ سوائے خدا

اے مولا میرے والی ولی
کر عطا مجھ کو بہ طفیلِ نبی

دیدۂ بینا ہو ہر اک موئے تن
محوِ تجلی رہے روح و بدن

اور جو مسلماں ہیں بھائی میرے
فضل سے اپنے انہیں یہ رتبہ دے

خداوندا مسلمانم، مسلمانی نمی دانم
ولیکن چوں مسلمانم، مسلماں دار یا اللہ

ترجمہ: اے پروردگار! میں مسلمان ہوں، مگر مسلمانی کا حق ادا کرنا نہیں جانتا؛ لیکن چونکہ میں مسلمان ہوں، اس لیے یا اللہ! مجھے مسلمان ہی رکھنا (یعنی ایمان پر قائم رکھنا)۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: اور ہماری دعا کا اختتام اس پر ہوگا کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ ﷺ کی آلِ پاک اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رحمتیں، برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

یا اللہ! فقیر کی اس عاجزانہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اسے ہمارے لیے، اس کے پڑھنے والوں، اس پر عمل کرنے والوں اور اسے دوسروں تک پہنچانے والوں کے لیے صدقۂ جاریہ بنادے۔

یارب العالمین! ہمیں محبتِ رسولِ اکرم ﷺ، کثرتِ درود، اخلاصِ عمل اور اپنی رضا نصیب فرما۔ ہماری جائز حاجات پوری فرما، مشکلات آسان فرما، گناہوں کو معاف فرما اور پوری اُمّتِ مسلمہ پر اپنا فضل و کرم فرما۔

آمین یارب العالمین۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے، ضعیفوں سے محبت کرنا

مرے اللہ! برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو، اس رہ پہ چلانا مجھ کو

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (بانگِ درا)

وقارُ الوظائف

شیخ ابو محمد وقار احمد نقشبندی مجددی